اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

الخط العثمانی فی الرسم القرآنی

مؤلفہ

احقر رحیم بخش عفا اللہ عنہ مقیم مدرس عربی خیر المدارس ملتان شہر

اس رسالہ میں خط: رسم الخط کے معنیٰ: ان کا فرق: فن رسم الخط کا موضوع غرض: ماخذ خط کی بارہ قسمیں علم رسم الخط کی تاریخ: ابن خلدون کے قول پر گرفت فن کتابت و تحریر کی مختصر سرگزشت: جمع قرآن و تشکیل قرآت کی مختصر تاریخ: مصاحف عثمانیہ کی تاریخ قرآن کے اعراب: نقطے: خموس و اعشار اجزاء و منازل و رکوعات ان تمام امور کے بعد رسم الخط کے مکمل فروش و اصول سات (حصوں میں) اور آخر میں رسم الخط کے دوسرے سے علیحدہ اور جدا ہونے کی حکمتیں اور اس بارہ میں تین ہدایات: بحمدہ تعالیٰ یہ تمام مضامین نہایت جامع و عمدہ پیرایہ پر درج ہیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات درجہ قرآت مسجد سراجاں

حسین آگاہی ملتان پاکستان

طبع دوم ۱۰۰۰

قیمت [redacted]

www.kitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

233.1
ر ح ی - خ

مُقدّمہ

علم رسم الخط کے مبادی کے متعلق نہایت مفید معلومات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

(چُوں کہ محقّق اور متبحر اماموں نے صحیح اور غیر صحیح قراءۃ کے معلوم کرنے کے لیے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قراءۃ میں مندرجۂ ذیل تین رُکن ہوں وُہ قراءۃ صحیح ہے۔ اور اِس کو صحیح سمجھنا اور قبول کرنا اُمّت پر فرض اور واجب ہے۔

۱۔ متصل اور صحیح سند کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔

۲۔ صرف ونحو کی کسی ایک وجہ کے مطابق ہو۔

۳۔ عثمانی مصاحف کی رسم کے موافق ہو۔

اسی بنا پر قرآن کی رسم الخط کا فن بھی جلیل القدر اور عظیم الشان ہے اور اِسی لیے اس میں بھی عُلماء نے بہت سی چھوٹی اور بڑی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اِسی سلسلہ کا اہم اور دقیع حلقہ "المقنع" بھی ہے جو فنِ قراءۃ کے زبردست امام علّامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں موصوف نے مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط اور اس کے قواعد نہایت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کیے ہیں اور اس کتاب کے معتبر اور مقبول ہونے ہی کی بنا پر امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مضامین کو اپنے مشہور قصیدہ رائیہ میں نظم کیا ہے۔ مگر چوں کہ یہ دونوں عربی میں ہیں اس لیے اُن سے تو عربی دان حضرات ہی نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر خیال ہُوا کہ اپنی زبان اردو میں "المقنع" اور "رائیہ" کو ملخص کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جائے۔ تاکہ جو حضرات عربی سے واقف نہیں ہیں اور اس فن (رسم القرآن) کا شوق اور عشق دل میں رکھتے ہیں۔ وُہ بھی ان سے نفع اٹھا سکیں اس لیے حق تعالیٰ پر بھروسا اور اسی سے پورا کرانے کی امید رکھتے ہوئے اس کام کو شروع کرتا ہوں۔ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔

اس رسالہ کے اکثر مضامین مقنع اور رائیہ ہی سے لیے گئے ہیں۔ اور بعض زائد باتیں بھی ہیں جو ہمارے عام مصاحف و نیز دوسری کتب سے ماخوذ ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقصد شروع کرنے سے پہلے خط اور رسم الخط کے معنیٰ اور اُن کا فرق اور فن کا موضوع، غرض و غایت، حکم اور ماخذ اور اس کے بعض دیگر متعلقات کو بھی ذکر کر دیا جائے۔ پس جاننا چاہیے کہ ۱؎ خط کے معنی ہیں کلمہ کو اس کے ان حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف اور اس سے ابتداء کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں اور رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات کو حذف و زیادت اور وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر صحابہؓ کا اجماع ہے اور تواتر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت

www.KitaboSunnat.com

سے منقول ہے

پس محققین کی رائے پر قرآن کے خط میں تبدیلی دُرست ہے۔ یعنی نسخ و عربی کے بجائے خط نستعلیق (اردو اور فارسی خط) میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی رح کی "اتقان" میں ہے کہ زرکشی فرماتے ہیں "کیا قرآن کو غیر عربی خط میں لکھنا درست ہے؟ مجھے اس بارہ میں کسی عالم کی کوئی عبارت نہیں ملی، لیکن اس کی گنجائش ہے کہ اس کو جائز قرار دیا جائے۔ کیونکہ پڑھنے والے تو اس کو خوبصورت اور دُرست کر کے عربی میں پڑھیں گے۔ گو قریب تر یہی ہے کہ اس سے منع کیا جائے چنانچہ عربی کے سوا دوسری زبان میں قرآن کا پڑھنا حرام ہے اور اس لیے بھی کہ عرب قلم کی بابت یہ کہتے ہیں کہ وہ دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے جس طرح انسان زبان سے مقصود کو ظاہر کرتا ہے اسیطرح قلم کے ذریعہ بھی مقصد ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور عرب عربی کے سوا کسی اور خط سے واقف نہیں تھے۔ اور قرآن کے بارہ میں حق تعالیٰ نے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ فرمایا ہے لیکن رسم الخط میں تبدیلی قطعاً ناجائز ہے۔ اور خط اور رسم الخط میں فرق کرنے کے لیے ان مثالوں میں غور کیجیے اَلْعٰلَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ، هٰٓؤُلَآءِ، مِنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ وغیرہ۔ یہ چار کلمات ہیں۔ ان کا موجودہ خط تو رسم عثمانی کے موافق ہے کیوں کہ ان میں الف لکھا ہُوا نہیں ہے۔ اور هٰٓؤُلَآءِ میں واؤ اور مِنْ نَّبَاِ میں یا لکھی ہوئی ہے۔ اور اگر ان کو اس طرح لکھیں اَلْعَالَمِيْنَ الرَّحْمَانِ، هَاٰلَآءِ، مِنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ تو ان کی کتابت گو تلفظ کے مطابق ہے۔ لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ ان میں الف لکھا ہُوا ہے

قرآن و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز هٰؤُلَآءِ میں واؤ اور مِنۢ نَّبَاْیِٕ میں یا مرسوم نہیں ہے۔ پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ان الفاظ کو نسخ و عربی کے بجائے خط نستعلیق (اردو) میں لکھیں تب بھی دو صورتیں ہوں گی یعنی حروف میں کمی و بیشی نہ ہوگی تو وُہ خط کے بدل جانے کے باوجود بھی رسم عثمانی کے موافق کہلائیں گے اور اگر حروف میں کمی بیشی ہو جائے گی تو پھر رسم کے خلاف ہوں گے۔ خط بدلے یا نہ بدلے اور اس سے یہ بھی نکل آیا کہ قرآن کا ہندی اور انگریزی میں لکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ ہندی اور انگریزی میں عربی کے بہت سے حروف نہیں آتے۔ پس وہ خط میں معدوم رہیں گے۔ ان سطور سے خط اور رسم کے معنی اور اُن کا فرق بخوبی واضح ہو گیا۔

فائدہ: (الف) خط کی بارہ قسمیں ہیں۔

۱۔ معقلی:۔ یہ حضرت ادریس علیہ السلام کی ایجاد ہے۔

۲۔ قیراموزی:۔ سب سے پہلے مکہ میں قرآن مجید اسی خط میں لکھا گیا تھا۔

۳۔ حیری:۔ اس پر قرآن مجید مدینہ منورہ میں لکھا گیا۔ صحابہؓ نے حیرہ کے قیدیوں سے یہ خط سیکھا تھا۔ اس لیے حیری کہلاتا ہے۔

۴۔ کوفی:۔ اس پر قرآن ۱۶۰ھ میں لکھا گیا۔

۵۔ نسخ، ۶۔ ثلث، ۷۔ ریحان، ۸۔ توقیع، ۹۔ محقق، ۱۰۔ رقاع:۔ یہ چھ خط ابن مقلہ نے عرب کے خط (معقلی اور کوفی) میں تصرف کر کے ۳۱۸ھ میں نکالے ہیں۔ ان میں سے نسخ پر قرآن ۳۱۸ھ میں لکھا گیا۔ پس قرآن کے یہ چار دور ہیں۔

قیراموزی، حیری، کوفی نسخ اور اب نسخ ہی میں لکھنے پر بعض نے امت کا اجماع بتایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ تعلیق، ۱۲۔ نستعلیق۔ قرآن مجید کے مذکورۂ بالا چار ادوار میں خط میں تو تبدیلی ہوئی۔ لیکن رسم الخط میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور ان بارہ خطوں میں سے پہلے دس خط عربی ہیں۔

(ب) قرآن سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔ چنانچہ وحی کے لکھنے والے یہ حضرات تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت امان بن سعیدؓ، حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ، حضرت العلاء بن حضرمیؓ، حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہم وعنا اجمعین۔ (وغیرہم)

جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو آپ ان میں سے کسی کو بلا کر لکھوا دیتے تھے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے کسی سے پڑھنا اور لکھنا نہیں سیکھا لیکن اس پر بھی جس طرح صحابہ کو قرآن کا پڑھنا سکھایا اسی طرح اس کے لکھنے کے طریقے بھی بتائے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے "رائیہ" کے شعر ۴۶ کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے کاتب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دوات کا منہ کھلا رکھو تاکہ تنگی کے سبب دقت نہ ہو اور قلم پر تر چھا قط لگاؤ! اور بسم اللہ کی با کو خوب بڑی لکھو۔ اور سین کے دندانوں کو بھی واضح کرو۔ اور میم کی آنکھ کو خراب نہ کرو اور اللہ کو خوبصورت لکھو اور رحمٰن کو یعنی اس کے نون کو دراز کرو اور الرحیم کو عمدگی سے لکھو۔" اس سے معلوم ہوا کہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔ صرف اتنی بات تھی کہ اس وقت مختلف چیزوں پر تھا۔ کتابی شکل میں یا ایک جلد میں نہ تھا۔ پھر دوسری بار

یہ اور اس طرح کی دیگر اسلامی کتب مفت میں پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں چھوٹے چھوٹے اجزاء کی صورت میں ایک جلد میں جمع کیا گیا۔ پھر تیسری مرتبہ بہت ہی اہتمام کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے متعدد نسخوں میں لکھا گیا تینوں دفعہ کی جمع میں یہ فرق ہے کہ پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متفرق چیزوں میں الگ الگ تھا۔ دوسری مرتبہ صرف ایک جلد میں جمع کیا گیا لیکن تلاوت کے موافق ترتیب وار نہ تھا۔ اور تیسری مرتبہ تلاوت کے موافق ترتیب سے لکھا گیا۔ اور اتنی بات سب میں مشترک تھی کہ اس وقت تک ان سب میں حرکات اور نقطے نہ تھے: تاکہ تمام قرأت کے نکل آنے کی گنجائش رہے۔ کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی حتّٰی کہ لوگوں میں ایسی صورتیں رونما ہوئیں جن کے سبب حرکات اور نقطے لگانا ضروری ہو گیا۔ نیز ہر مرتبہ میں رسم الخط بھی وہی رہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے حکم سے جاری ہوا تھا۔ اور وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا (عنکبوت ع۵) میں تلاوت اور کتابت کی نفی وحی سے پہلے زمانہ کے ساتھ مقید ہے یعنی وحی سے پہلے نہ تو آپ تلاوت فرماتے تھے اور نہ کتابت سے واقف تھے۔ باقی وحی کے بعد جس طرح آپ تلاوت فرماتے تھے۔ اسی طرح کتابت کا علم بھی بخوبی اور کامل ترین طریق پر رکھتے تھے۔ اور وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر ع۱) میں جو حفاظت کا وعدہ ہے وہ بھی عام ہے جو الفاظ و معانی اور رسم تینوں کو شامل ہے اور حق تعالیٰ نے تینوں ہی کی حفاظت فرمائی ہے

۲ (الف) اس فن کا موضوع قرآن مجید کے حروف من حیثُ الکتابت ہیں کیونکہ اس میں حروف کی رسم ہی کا بیان ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ب) اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ قرآن مجید جس طرح الفاظ اور معنی کے اعتبار سے محفوظ ہے اسی طرح رسم کے لحاظ سے بھی محفوظ رہے اور امت اس کو یاد کر کے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرے اور قرآن مجید کی کتابت ٹھیک اسی طرح کرے جس طرح یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع سے کتابت کیا گیا تھا۔ امام ابو شامہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقصد یہ تھا کہ قرآن بالکل اسی طرح لکھا جائے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں لکھا گیا تھا۔

(ج) اس کا حکم یہ ہے کہ علماء وقرا پر واجب ہے کہ قرآن کے رسم الخط کا علم حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں اور اس کی مخالفت نہ کریں۔ اس لیے کہ یہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسم ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امانت دار تھے۔ اور کسی کی لیے بھی اس کی گنجائش نہیں کہ قرآن کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کتابت کے خلاف لکھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور آپ کے حکم اور آپ کے ارشاد اور آپ کے لکھوانے کے موافق لکھا ہے۔

امام مالک اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ قرآن کی لکھائی کی مخالفت ناجائز بلکہ حرام ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع سے جس طرح لکھا گیا ہے۔ اس میں تبدیلی کرنے کی گنجائش نہیں کیوں کہ وہ علم میں ہم سے بڑھ کر دل و زبان کے لحاظ سے صادق تر اور امانت داری میں ہم سے بڑھ کر تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اس کا ماخذ عثمانی مصاحف ہیں۔ اور ان کی رسم بالکل اسی طرح ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں تھی۔ اس لیے کہ یہ سب کے سب حضرت زید اور ان کی ماتحتی میں قریش کی ایک جماعت جن میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ ان حضرات کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ امام (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص تھا)
۲۔ مدنی۔ (جو اہل مدینہ کے لیے تھا)
۳۔ مکی، ۴۔ کوفی، ۵۔ بصری (اور ان دونوں کے مجموعے کو عراقی کہتے ہیں۔)
۶۔ شامی، ۷۔ بحرینی، ۸۔ یمنی۔

لیکن بحرینی اور یمنی کے رسم کا فن کی کتابوں میں ذکر نہیں آتا۔

ہدایت:۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ دس سال سے وحی کے کاتب تھے۔ اور صحابہ میں سے اس بارہ میں کوئی بھی ان کا مساوی نہ تھا۔ اور دلیل یہ ہے کہ افضل ترین صحابہ نے دونوں مرتبہ یعنی صدیقی اور عثمانی دور میں ایک رائے ہو کر قرآن کے جمع کرنے کا اعلیٰ ترین کام انہی کے سپرد کیا۔ نیز حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری دور میں بھی حاضر تھے۔ جو آپ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ فرمایا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاریخ علم رسم الخط

رَسْمٌ (ن) لغت میں مندرجہ ذیل پندرہ معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔
۱۔ نشان خط و کتابت، ۲۔ نقش یا نقشِ پا، ۳۔ علامت، نقشہ، ۴۔ مکان کا مٹا ہوا نشان، ۵۔ تجویز، ۶۔ حکم، ۷۔ رواج، ۸۔ تصریح، ۹۔ تعریف، ۱۰۔ قاعدہ و قانون، ۱۱۔ دباہوا کنواں، ۱۲۔ مجاز: عرب کہتے ہیں اَرَی وُدَّکُمْ رَسْمًا وَ وُدِّیْ حَقِیْقَۃً: میں تمہاری محبت کو مجازی اور اپنی محبت کو حقیقی سمجھتا ہوں، ۱۳۔ رَسَمَ عَلَیْہِ: تنخواہ مقرر کی، ۱۴۔ عِلْمُ رَسْمِ الْاَرْضِ: علم جغرافیہ، ۱۵۔ بِرَسْمِ فُلَانٍ: فلاں کے پتہ پر۔

اور کاتبین کی اصطلاح میں رسم کہتے ہیں کلمہ کو اُس کے اُن حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف کرنے اور اس سے ابتداء کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ رسم اُن حرفی شکلوں اور نشانوں کا نام ہے۔ جو سنے جانے والے کلمات کو ظاہر کریں اور دلی ارادوں کی ترجمانی کریں (گویا دل کی ترجمانی کتابت کا دوسرے درجہ پر نفع ہے اور پہلا درجہ لفوی دلالت کا ہے) لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت ظاہر ہے۔ کیوں کہ کتابت و تحریر سے بھی کاغذ میں اثرات اور نشانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور عثمانی رسم الخط کے معنی یہ ہیں قرآنی کلمات کو حذف و زیادت وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اُس شکل پر لکھنا جس پر دورِ عثمانی میں صحابۂ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور جو تواتر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ پس قرآن کی رسم توقیفی و اجماعی ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ رَحْمَتٌ، نِعْمَتٌ وغیرہ اور بُیُوْتِ اللّٰہِ، وَبَدْءَ الْاِنْسَانِ وغیرہ میں اس بات پر اتفاق ہے کہ ان پر وقف اضطراری و امتحانی تا سے اور یا اور واؤ کے بغیر کریں گے۔ پس اگر رسم توقیفی نہ ہو تو لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے تو ان کلمات کو قیاس کے موافق (ھا، یا، واؤ) ہی سے نازل فرمایا تھا۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسم سے ناواقف ہونے کے سبب تا سے اور یا اور واؤ کے بغیر لکھ دیا۔ اور خود بھی ان کلمات پر اسی طرح غلط وقف کرتے رہے اور (چودہ ۱۴) سو سال کے طویل عرصہ سے امت کے تمام قراء اور حفاظ بھی اسی طرح غلط وقف کرتے چلے آرہے ہیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے خود قرآن حکیم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو سورت، آیت، جملہ، حرف نیز لفظ و معنی اور رسم سب کو عام ہے۔ پس جب ایک ایک حرف کی حفاظت کا وعدہ ہے تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہوگا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کلمات کو غلطی سے اس طرح لکھ دیا ظاہر ہے اس صورت میں حق تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ صادق نہیں رہے گا۔

۲ نیز قرآن کے لکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم چوالیس تھے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرُو قرآن لکھتے تھے اور یہ محال ہے کہ نبی سے خطا ہو جائے اور حق تعالیٰ ان کو اس سے آگاہ نہ فرمائیں پس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چونکہ آپ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ اس لیے آپ کی تقریر ہی شرعی حجت ہے۔

۲۔ نیز آپ بسا اوقات کاتبین وحی کو خاص خاص ہدایات بھی فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے گذرا (ملا علی قاری، جعبری، دانی، شفاء للقاضی عیاض ص۱۱۶ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو و مسند الفردوس للدیلمی)

نیز آپ نے ایک کاتب سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے قلم کو کان پر رکھا کرو کیونکہ یہ لکھنے والے کو مضمون یاد دلاتا ہے (ترمذی عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پس ابن خلدون کا یہ قول نہایت بعید ہے کہ:۔

"چونکہ صنعتوں کی ترقی کا سبب آبادی کی کثرت اور حضریت وشہریت ہے۔ اس لیے اسلام کے آغاز میں عربی خط کمال وپختگی میں اور اصول وقواعد کے لحاظ سے عروج تک بلکہ درمیانی درجہ تک بھی نہ پہنچ سکا۔ کیونکہ عرب بدو اور وحشت پسند اور آبادی کے اعتبار سے کم تھے۔ ان کو صنعتوں سے کیا علاقہ اور کیا واسطہ تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جب قرآن کریم کو لکھا تو اپنے خاص رسم خط میں لکھا جو اکثر موقعوں میں کتابت کے مروجہ اصولوں کے بالکل مخالف تھا پھر تابعین اور ان کے بعد والے لوگ بھی محض تبرکاً اور عقیدت مندی کی بناء پر انہیں کے نشاناتِ قدم پر چلے۔ اور ان سے انحراف کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گستاخی سمجھا نہ یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس (خلاف تلفظ) خاص رسم الخط کیلیے کوئی خاص وجہ اور معقول حکمت ہے مثلاً لَاَذْبَحَنَّهٗ میں زیادتی الف سے اس طرف اشارہ کرنا کہ ذبح کا عمل وقوع پذیر نہیں ہوا یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کی اصلیت و بنیاد نہیں اور ان حضرات کے یہاں ان توجیہات و تاویلات کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگر صحابہ کے خط میں غلطی مان لیں تو ان میں ایک قسم کا نقص و عیب اور قصور لازم آئیگا۔ حالانکہ وہ اس سے پاک ہیں اور یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ خط و کتابت کوئی ایسا کمال نہیں کہ اس کی غلطی نقص شمار ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی ذاتوں میں نقص پیدا کر دے۔ نیز ان کی اخلاقی کیفیت اور دینی حیثیت اور مذہبی اہمیت پر اثر ڈالے کیونکہ کتابت تو دراصل شہری و معاشی صنعت ہے۔ جس پر دین کا کوئی مدار نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے۔ لیکن یہ آپ کے حق میں نقص نہیں بلکہ کمال و شرافت ہے۔ کیونکہ آپ حق سے وابستہ اور دنیوی صنعتوں اور معاملات سے بے پرواہ تھے" اھ)

تعجب ہے کہ ابن خلدون جیسا یگانۂ روزگار عالم و مؤرخ کیونکر اس بات کا قائل ہو گیا۔ حالانکہ یہ عقل و نقل دونوں ہی کی رُو سے بعید ہے اور اس قول کے بعید ہونے کی وجوہ دس ہیں۔

۱۔ قرآن کی رسم توقیفی و سماعی ہے جس میں قیاس و رائے کا کچھ دخل نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یسا کہ اوپر گذرا۔

۲۔ کتابت سے ناواقفیت کا دینی حیثیت پر اثر انداز نہ ہونا صرف اُسی
دت تک ہے کہ وہ شخصی طور پر صرف ایک فرد کے ساتھ مخصوص ہو۔ لیکن جب
ری دنیائے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے ناواقف قرار دیا جائے ۔
خصوص جب کہ وہ حضرات ہر علم میں ہر طرح ہم پر فائق و برتر تھے۔ نیز انہی کی
انت و سمجھ پر دین کا مدار ہے۔ نیز جب کہ اس لکھائی میں بہت سی عجیب
یب اور نئی نئی چیزیں اور حکمتیں ہیں جن میں عقلاء کی عقلیں حیران اور بلیغ لوگوں
ی رائیں ان کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ نیز الفاظ کی طرح اس کی رسم بھی معجزہ ہے
اس ناواقفیت کا ان کے لیے نقص و قصور ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۳۔ جب ان حضرات نے دین متین (جو کہ عقل سے بہت بلند اور ذہانت
یق و عمیق اور اہم ہے۔ اس) کی حفاظت و اشاعت کا فریضہ سرانجام
یا اور اس کی سمجھ سے مالا مال ہوئے۔ تو ان حضرات کے لیے صنعتوں کا
یکھنا اور ان میں مہارت حاصل کرنا کیا بعید تھا۔ جب کہ ان صنعتوں
مدار محض عقل اور ذہانت پر ہے۔ صحابۂ کرام عقل و علم اور ذکاوت و
انت میں ہم سے کسی طرح بھی کم نہ تھے۔ بلکہ وہ روشن دماغ اور نہایت
یدار مغز تھے جن کے سامنے صنعت کی کوئی بھی حیثیت نہ تھی کیا عقل باور
کتی ہے کہ جن حضرات نے علوم نبوت کے ناپیدا کنار سمندر اپنے
نوں میں سمو دیے۔ اور قرآنی علوم و اسرار و دقائق اور غوامض کا تحمل
ارہ کتابت جیسی معمولی اور نہایت آسان صنعت سیکھنے سے قاصر و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عاجز رہے ہوں گے پس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اہم مقاصد کے پیشِ نظر اس رسم کو عمداً اختیار کیا تھا۔ (نظر ثانی ص ۱۹۱، ۲۱۰ و ۲۱۲)

۴۔ مستند اور معتمد ذرائع سے ثابت ہے کہ لفظ تابُوت کی دوسری تا کے لکھنے میں صحابۂ کرامؓ کا اختلاف ہوا کہ آیا اس کو طاءِ غوثیت کی تا کی طرح دراز لکھیں یا تَوَدَلہ کی تا کی طرح گول لکھیں۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ زمانہ کے دراز ہونے کی وجہ سے صدیقی دور کے صحیفوں میں اس کی تا مٹ گئی تھی۔ آخر اس کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے لمبی تا سے لکھا گیا۔ پس اگر یہ رسم محض اتفاقی اور غلط ہوتی تو یہ اختلاف کیوں ہوتا۔ نیز ہم دیکھتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک ہی کلمہ کو ایک جگہ اور طرح لکھا ہے۔ اور اسی کلمہ کو دوسری جگہ اس کے خلاف دوسرے طریق سے لکھا ہے۔ حالانکہ کلمہ ایک ہی ہے۔ اور اس میں اس کا عکس بھی ہو سکتا تھا۔ پھر ایسا کس لیے نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ فرق اور جدائی اور ایک طریق کی رسم کی ترجیح کسی سبب پر ہی مبنی ہے۔ اور وہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ رسم محض توقیفی اور سماعی ہے۔ جس کے دلائل اوپر گذر چکے ہیں۔

۵۔ ابنِ خلدون ہی کا قول ہے کہ:۔

"کتابت ایک نہایت شریف پیشہ اور معزز صنعت ہے۔ یہ وہ صفتِ انسانی ہے جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ دل کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی باتوں کو منظرِ عام پر لاتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علوم و معارف سے انسان کو مالا مال کرتی ہے۔ اگلی قوموں
کے بارہ میں معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ"
اس قول سے ہر ذی علم اور دین دار آدمی بالخصوص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا اجمعین کے لیے کتابت و تحریر کا لابدی اور اعث شرف و کمال ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

۶۔ گو صنعت و کتابت سے ناواقفیت نقص و عیب نہیں پیدا کرتی۔ لیکن ایک غلط بات پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق کر لینا تو ضرور نقص و عیب ہے پھر اس سے خلاصی کا کیا راستہ ہے؟

۷۔ تاریخ ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت قبیلۂ قریش میں سترہ حضرات صاحب قلم موجود تھے۔ جن میں حضرت عمر فاروقؓ، علی، عثمانؓ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم، زبیر بن عمروؓ، ابی بن وہبؓ، عمرو بن سعیدؓ بھی شامل تھے (تاریخ اسلام اردو: مؤلفہ مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی حصہ دوم ص۲۸۰)

۸۔ تاریخ ہی سے ثابت ہے کہ مہاجرین نے حیرہ کے فیلیوں سے خط حیری سیکھا تھا جس کو انہوں نے اہل انبار سے حاصل کیا تھا۔ (مسائل العرفان فی علوم القرآن ص۳۷۵ مطبوعہ مصر)

۹۔ حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے ہی مخلوقات کی قدریں اور فیصلے لکھ لیے تھے۔ جب کہ ان کا عرش پانی پر تھا (مسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے حق تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس سے کہا لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں۔ فرمایا تقدیر لکھ پس قلم نے ازل سے ابد تک تمام چیزوں کو لکھ ڈالا (ترمذی)

یہ سب کچھ لوحِ محفوظ میں لکھا گیا پس ان اشیاء میں قرآن بھی داخل ہے معلوم ہوا کہ قرآن کی موجودہ رسم لوحِ محفوظ کی رسم کے بالکل موافق ہے۔

۱۰۔ عربی کتابت کی ابتدا بھی اہل عرب سے ہوئی ہے پس ان کو کلیتہً متوحش اور ربدو کہنا درست نہیں۔ آغازِ اسلام میں جو تحریری سرمایہ مسلمانوں کا مایہ ناز ہے وہ یہ ہے

۱۔ قرآن مجید کی متفرق آیتیں اور سورتیں۔

۲۔ صلح حدیبیہ کے معاہدے۔

۳۔ وہ خطوط جو بارگاہِ رسالت سے سلاطینِ عالم کی طرف بھیجے گئے۔

فنِ کتابت و تحریر کی مختصر تاریخ:۔ ملک عرب میں شعر و شاعری اور علم انساب کا چرچا نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا تھا۔ لیکن یہ سب محض زبانی تھا۔ جس کا مدار صرف حافظہ پر تھا۔ اور تحریر کا رواج مطلق نہ تھا۔ بلکہ کوئی حرف کی صورت بھی نہ جانتا تھا۔ سب سے پہلے قبیلہ بنی طلحہ کے تین افراد ــــ امرامرن مرہ، اسلم بن سدرہ، عامر بن جدرہ) ــــ نے کتابت نسخ کی بنیاد ڈالی انہوں نے قدرتی ذکاوت کی بنا پر یکجا جمع ہو کر حرفوں کی شکل اور وضع قرار دی اور حروفِ تہجی کو سریانی زبان کی ترتیب پر مرتب کیا۔ جب یہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہو چکے اور حروف کے نقوش اور ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی صورتوں کی باہمی ترکیب پر قابو ہو گیا تو باشندگان حیرہ نے اس فن کو
ن سے سیکھا۔ حیرہ والوں کا ایک شاگرد (بشیر بن ولید بن عبد ومنۃ الجندل کا
یس تھا) زیارت کعبہ یا کسی اور غرض سے مکہ آیا وہاں ابوسفیان کی بہن
مہ بنت حرب سے نکاح کیا۔ پھر ابوسفیان بن حرب (والد امیر معاویہ رضؓ)
سے ملا۔ انہوں نے بشیر سے فن کتابت سیکھنے کی درخواست کی چنانچہ ابوسفیان
ور ابوقیس بن عبد مناف دو شخص مکہ میں بشیر کے شاگرد بنے پھر انہوں نے
ل طائف کو تحریر سکھائی۔ بعض کہتے ہیں کہ حرب بن اُمیہ نے اسلم بن سدرہ
ی شاگردی میں اس فن کو سیکھا۔ اس طرح فن کتابت عرب میں رائج ہوتا رہا۔
رش کے علاوہ دیگر قبائل جو عرب میں آباد تھے۔ رفتہ رفتہ وہ بھی اس فن کو
سیکھتے گئے۔ اور اس طرح حجاز کے اکثر قبیلوں میں اس کا رواج ہو گیا۔ چنانچہ
دینہ منورہ میں اسلام سے پہلے تحریر کا رواج تھا۔ اور انصار اپنے ان قصائد و اشعار
ذریعہ کتابت قلم بند کرنے لگے تھے۔ جو اب تک حافظہ اور زبان پر تھے۔

خطّ عربی (حمیری) نے تبالعہ کے دور میں ترقی پائی۔ پھر ان کے ختم ہونے
کے بعد آل منذر یعنی سلاطین حیرہ کے ہاں فن کتابت کا رواج پڑا کیونکہ یہ تبالعہ
کے قرابت دار تھے۔ پھر حیرہ کی شاگردی قریش اور اہل طائف نے کی (حمیری
خط کو مسندی بھی کہتے ہیں۔ اس کی ایک قسم خط جزم کہلاتی ہے جس میں ایک
ایک حرف کو جدا جدا لکھا جاتا تھا۔ شاہان حمیر کے بغیر کسی کو اجازت نہ تھی کہ
وہ فن کتابت سیکھے۔)

جب عرب کی سلطنت پھیلی اور بصرہ و کوفہ کو دارالخلافہ ہونے کا شرف ملا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو سلطنت کو فن کتابت کی ضرورت محسوس ہوئی اور سلطنت کی توجہ سے اس میں ایک گونہ آب و تاب آگئی اور بہت حد تک اس میں اصلاحات ہوئیں۔

کوفی خط تو آج تک مشہور چلا آتا ہے۔ عرب نے اپنی سلطنت کی حدود بڑھائیں اور افریقیہ و اندلس میں اپنا جھنڈا گاڑا، بنو العباس نے بغداد کی داغ بیل ڈالی۔ بغداد چونکہ دار الاسلام اور سلطنتِ عربیہ کا مرکز تھا۔ اس لیے کتابت نے یہاں بہت ترقی کی۔ اسی لیے بغدادی رسم الخط مشہور و معروف تھا۔ اور افریقیہ میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا۔ البتہ اندلس میں امویین نے اپنے خط کو اور اسی طرح دوسری صنعتوں کو سب سے جدا اور ممتاز کیا۔ پھر جب سلطنتِ اسلامیہ نے تنزل کیا۔ تو خط و کتابت بلکہ علم نے بھی اس سے منہ موڑا اور یہ سب مصر و قاہرہ میں جا کر چمکے۔ اندلس سے جب عرب کا اقتدار اٹھا اور ملک نصرانیوں کے چنگل میں پھنس گیا تو بہت سے عرب مغرب و افریقیہ میں پہنچ کر بس گئے۔ ان کے اثر و رسوخ سے ان کا خط افریقی خط پر غالب آگیا۔ تمام افریقیہ میں وہی اندلسی خط رائج ہو گیا لیکن پھر ان کا حال بھی دگرگوں اور روبزوال ہوا۔ اور ان کی طرز انشاء بھی خلل پذیر ہوئی۔ اب اندلسی خط کے صرف نشانات باقی ہیں اس کے بعد مغرب اقصیٰ میں دولت بنی مرین میں بھی اندلسی خط کی جھلک دکھائی دی کیونکہ ان کو بھی پڑوس نصیب تھا۔ واللہ اعلم۔ ملخصاً من مقدمۃ ابن خلدون۔)

جمعِ قرآن و تشکیلِ قراآت کی مختصر تاریخ

(الف) قرآن کی کتابت و تدوین کے تین دور ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلا دور نبوی: جب کوئی آیت یا کئی آیتیں یا کوئی سورت نازل ہوتی تھی تو آپ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کو بلا کر اس کو لکھوا دیتے تھے اور وہ کسی آیت کو کاغذ کے ٹکڑے پر اور کسی کو ہڈی پر اور کسی آیت کو کھجور وغیرہ کی لکڑی اور کسی کو پتھروں کے ٹکڑوں پر اس طرح مختلف چیزوں پر لکھ لیتے تھے۔ اور اس ذریعہ تام قرآن مجید آپ کے زمانہ ہی میں محفوظ ہو گیا تھا۔ لیکن اصل دار و مدار حفظ پر تھا۔ یعنی اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر دیکھے ہی پڑھتے تھے اور اپنے سینوں میں قرآن کو محفوظ رکھتے تھے۔

پھر دوسری بار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جمع کیا گیا جس کا سبب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب (جھوٹے نبی) نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ اس پر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس سے جہاد کیا اور کافی جانیں تلف ہونے کے بعد اس کا وقت آیا اور وہ مارا گیا اور اس جنگ میں پانچ سو کے قریب قرآن مجید کے حفاظ و قراء شہید ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے قراء کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے آپ قرآن کو مختلف چیزوں سے نقل کرا کر ایک جگہ جمع کرا دیجیے۔ انہوں نے فرمایا میں وہ کام کس طرح کروں جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خود کیا اور نہ اس کے لیے حکم فرمایا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "خدا کی قسم یہ تو بہتر ہی بہتر ہے۔ بدعت قطعاً نہیں ہے۔" اس پر آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور یہ خدمت ان کے سپرد کی۔ موصوف نے بھی پہلے بہت اندیشہ ظاہر کیا پھر حضرت شیخین رضی کے اصرار پر کمر ہمت باندھی اور قرآن کو اس کے تمام حروف و قراآت سمیت یکجا جمع کر دیا لیکن اس بار بھی تمام قرآن ایک جلد میں جمع نہیں ہوا بلکہ صحیفوں کی شکل میں محفوظ ہو گیا تھا۔ پھر یہ صحیفے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت میں آئے اور ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔

پھر تیسری بار حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں پورا قرآن ایک جلد میں بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ جمع کیا گیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ قرآن کے پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگے اور جو جملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر اور مطلب کے طور پر فرمائے تھے۔ بعض نے ان کو بھی قرآن کہنا شروع کر دیا تھا اور ہر ایک یہ کہتا تھا کہ میری قرات عمدہ تر ہے۔ یہاں تک کہ آذربیجان اور آرمینیہ (۳۰ھ) کا جہاد پیش آیا جس میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔ جب موصوف نے قرآن کے الفاظ میں اختلاف والی گفتگو سنی تو گھبرائے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قرآن کی حفاظت کا انتظام کیجیے ورنہ لوگ تورات و انجیل کی طرح اس میں بھی اختلاف پیدا کر دیں گے اور کچھ مضمون اپنے پاس سے بھی شامل کر دیں گے اس پر آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے صدیقی عہد کے سب صحیفے منگوائے اور صحابہ کرام

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو اس کام پر مقرر کیا کہ پورا قرآن اُس دور کے موافق ایک جلد میں نقل کر دیں۔ جو نبی علیہ السلام نے آخری بار حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کیا تھا (اور اس میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر تھے) اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سب کا سردار بنا دیا اس پر ان حضرات نے پورے قرآن کے کئی نسخے تیار کیے جو ایک روایت پر پانچ اور دوسری پر آٹھ تھے۔ اور بڑے بڑے شہروں (کوفہ، بصرہ، شام، مکہ، بحرین، یمن) میں ایک ایک نسخہ روانہ فرمایا اور ایک نسخہ مدینے والوں کو عنایت فرمایا اور ایک جلد خاص اپنی تلاوت کے لیے رکھ لی اور اسی قرآن کو "آمام" کہتے ہیں اور حکم بھیج دیا کہ ان قرآنوں کے سوا جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے اس کو قیام امن و نظام کی غرض سے جلا دیں یا دفنا دیں اور سب انہی قرآنوں کے موافق پڑھیں اور ان قرآنوں کو صحابہؓ نے نقطوں اور حرکتوں سے خالی رکھا تھا۔ تاکہ ایک ہی قرآن سے وہ سب قراتیں اور سروف و وجوہ نکل سکیں جو ان حضرات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھیں۔ اس وقت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے سبب یہ بات ضروری قرار دے دی گئی کہ اب جو بھی قرآن پڑھے یا لکھے وہ اس میں ان مصاحف ہی کی متابعت و موافقت کرے۔ پھر بعد میں قرون اخیرہ میں نقطے اور حرکتیں لگائی گئیں (جن کا مفصل بیان عنقریب آئے گا)

(ب) یاد رکھو کہ حضرت عثمانؓ نے لغت قریش کے علاوہ باقی تمام لغات کو منسوخ نہیں کر دیا تھا۔ اس لیے کہ روایت حفص ہی کے دیکھنے سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لغت قریش کے سوا بعض اور لغات بھی موجود ہیں چنانچہ ان کے لیے مَجْرٖیٰھَا: ہودع، میں را اور اس کے بعد والے الف کا امالہ ہے۔ حالاں کہ امالہ عام اہل نجد کا لغت ہے۔ اسی طرح فُعْلٌ کے وزن میں عین کا ضمہ حجازی اور سکون تمیمی لغت ہے۔ اور روایت حفص میں دونوں ہی لغت موجود ہیں۔ اسی طرح ہمزہ ساکنہ کی تحقیق تمیمی لغت ہے وغیرہ وغیرہ پس معلوم ہوا کہ قریش کے علاوہ باقی سب ہی لغات ختم نہیں کر دیے گئے بلکہ تفسیری الفاظ مُدْرَجہ کے ساتھ ساتھ ان لغات کو منسوخ کیا تھا جو غیر فصیح تھے اور قریش کے یہاں معتبر نہیں تھے مثلاً ہذیل کے یہاں حتّٰی کے بجائے عَتّٰی اور اسد کے یہاں تَعْلَمُوْنَ: اِعْھَدْ وغیرہ میں علامت مضارع کا کسرہ اور بنو تمیم کے یہاں رُدَّتْ: رُدِّدْ میں را کا کسرہ، اور غَیْرِ اٰسِنٍ کے بجائے غَیْرِ یَاسِنٍ ہے۔ وغیرہ۔

البتہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف میں رسم الخط (طریق کتابت) قریشی ہی رکھا تھا جس کی چند وجوہ ہیں۔

۱۔ پہلے زمانہ میں وسعت و رخصت اور سہولت و آسانی کے لیے قرآن کو سات لغات میں پڑھنے کی اجازت تھی۔ اور ہر قبیلہ اپنے اپنے لغت میں تلاوت کرتا تھا۔ اس لیے مختلف قبائل کے عوام نے کم علمی کی وجہ سے ایک دوسرے کی لغت کی تردید و تنقیص شروع کر دی تھی۔

۲۔ بعض حضرات نے تفسیری جملے و الفاظ بھی شامل قراءت کر لیے تھے۔

۳۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے ناواقفیت کی بنا پر منسوخ التلاوۃ آیات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت

www.KitaboSunnat.com

بھی اپنی قراءت میں داخل کر لی تھیں

۴۔ دشمنان دین کی کوشش سے قرآن میں کئی من گھڑت الفاظ و مضامین بھی شامل ہو گئے تھے۔

ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضروری سمجھا۔ کہ قرآن مجید کے کئی نسخے صرف لغت قریش ہی کے رسم الخط کے موافق غیر معرب و غیر منقط (اعراب اور نقطوں کے بغیر) لکھوا کر معلمین سمیت مختلف اطراف و ممالک میں بھیجے جائیں تاکہ سب لوگ انہی کے موافق تلاوت کریں۔

اور لغت قریش کا رسم الخط اس بنا پر اختیار کیا کہ قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ اسی کے موافق اترا تھا۔ نیز قرآن سب سے پہلے اسی لغت کے موافق نازل ہوا تھا۔ پھر آسانی و رخصت کی غرض سے اور لغات میں پڑھنے کی اجازت ہو گئی تھی اور مصاحف کو نقطوں اور حرکتوں سے خالی اس لیے رکھا کہ ایک ہی قرآن سے مختلف لغات و حروف سبعہ اور منقول قراءات سب کی سب نکل سکیں۔

پس آپ نے آٹھ مصاحف لکھوائے اور ان میں بعض اختلافی الفاظ و کلمات متنزلہ کو متفرق طور پر لکھوایا۔ اور یہ مصاحف بارہ ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے لکھے گئے۔ پھر آپ نے ایک جلد خاص اپنی تلاوت کے لیے رکھ لی۔ اور ایک نسخہ اہل مدینہ کو عنایت کیا۔ اور ایک ایک مصحف کوفہ بصرہ، شام، مکہ، بحرین، یمن کی طرف معلمین قراءت سمیت روانہ فرمایا۔ (مدنی مصحف کے معلم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کوفی کے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ اور بصری کے عامر بن قیس اور شامی کے مغیرہ بن ابی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شہاب رح اور مکی کے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہم تھے اور حکم بھیج دیا کہ سب لوگ انہی قرآنوں کے موافق معلمین سے قرآت سیکھیں۔ پس ہر شہر والوں نے اپنے اپنے مصحف کے موافق پڑھا۔ اور ہر مصحف کی قرآت کو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

مصاحفِ عثمانیہ کی تاریخ

مصحفِ مدنی مصاحف عثمانیہ کا جو نسخہ مدینہ میں رکھا گیا وہ تا حین حیات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ آپ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہا پھر خلافت کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا۔ وہاں سے اندلس پہنچا۔ وہاں سے مراکش کے دارالسلطنت "فاس" میں پہنچا (تاریخ ادریسی) تذکرۃ المقصا پھر کسی طرح مدینہ پہنچا۔ جنگ عظیم اول میں فخری پاشا گورنر مدینہ اس کو دیگر تبرکات کے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا۔ وہاں اب تک موجود ہے۔

مصحفِ مکی مکی نسخہ ۶۵۷ھ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ محمد بن جبیر اندلسی نے ۵۷۹ھ میں مکہ میں اس کی زیارت کی تھی۔ مولانا شبلی نعمانی رح نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں انہوں نے سیاحت کی یہ نسخہ جامع دمشق میں موجود تھا۔ آپ کی زیارت غالباً انیسویں صدی کے آخر میں تھی کشاف المہدی ۱۵۷ میں ہے کہ سلطان عبدالحمید خان ۱۸۷۶ء میں تخت نشین ہوئے اور تقریباً تیس ۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برس تک انہوں نے حکومت کی۔ ان کے زمانے میں مسجد جامع دمشق کو آگ لگ گئی۔ اس میں یہ مصحف بھی جل گیا۔

مصحفِ شامی احمد مقری مؤرخ نے ۱۰۳۷ء میں اس کی زیارت کی تھی۔ یہ نسخہ کوفہ سے سلاطین اندلس پھر سلاطین موحدین پھر سلاطین بنی مرین کے قبضہ میں آیا اور جامع قرطبہ میں رہا اہل قرطبہ نے سلطان عبدالمومن کو دیا۔ عبدالمومن کے حکم سے ابن بشکوال نے دارالسلطنت مراکش کو منتقل کیا یہ منتقلی ۱۱ شوال ۵۵۲ھ کو ہوئی۔ ۶۴۵ھ میں خلیفہ معتضد علی بن ماموں کے پاس رہا۔ اسی سال خلیفہ مذکور نے تلمسان پر فوج کشی کی اور مارا گیا۔ اسی فوج کشی میں وہ گم ہوگیا لیکن پھر تلمسان کے شاہی خزانہ میں پہنچا۔ وہاں سے ایک تاجر خرید کر فارس لایا۔ وہاں اب تک موجود ہے۔

مصحفِ بصری یہ نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہے۔ وہاں موجود رہا۔ بلکہ اس کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے وزیر نے ۵۷۵ھ میں تیس ہزار اشرفی میں خریدا۔

مصحفِ یمنی کتب خانہ جامع ازہر مصر میں موجود ہے۔

مصحفِ بحرین فرانس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

مصحفِ کوفی کتب خانہ قسطنطنیہ میں موجود ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین مصاحف اور ہیں جن میں سے مصحف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عثمانی دوم جامع سیدنا حسینؓ قاہرہ میں ہے اور مصحف عثمانی سوم جامعہ ملیہ دہلی میں موجود تھا۔ اگر ہنگامہ تقسیم ہند دستان میں تلف نہ ہوا ہو تو موجود ہو گا۔ مصحف عثمانی چہارم انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہے اس پر لکھا ہوا ہے "کتبہ عثمان بن عفانؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ نسخہ شاہان مغلیہ کے پاس تھا۔ اکبر کی مہر اس پر ہے ۱۸۴۵ء میں یہ نسخہ میجر راورٹس کو ملا۔ اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانہ کو دیا۔ اب انڈیا آفس کے کتب خانہ میں ہے۔ اس کے ۱۸۱ صفحات ہیں۔ فی صفحہ ۱۶ سطریں ہیں۔ (علوم القرآن)

قرآن کے اعراب، نقطے، خموس و اعشار، اجزاء و منازل، رکوعات وغیرہ

(۱) قرآن کی تعریب: (اعراب لگانا)

اسلام سے پہلے اہل عرب میں حرکات اور نقطے مشہور نہ تھے

بلکہ وہ اپنے قدرتی و فطرتی ملکہ اور طبعی محاورہ کے زور سے اعراب وغیرہ صحیح طور پر ادا کر لیا کرتے تھے۔ پھر جب اسلام خوب پھیل گیا اور عرب کا عجم سے اختلاط ہوا تو عرب و عجم دونوں کی تلاوت میں خطا اور غلطی واقع ہونے لگی۔ اسلیے علماء نے حرکتوں اور نقطوں کی علامات مقرر کر دیں تاکہ غلطی سے بچاؤ ہو جائے۔ چنانچہ اعراب کی تفصیل یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں زیاد بن سمیہ (جو بصرہ کے والی تھے۔ انہوں) نے یہ حالت دیکھ کر ابوالاسود دئلی (۶۹ھ) (شاگرد حضرت علی کرم اللہ وجہہ) سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ تلاوت و زبان کی اصلاح کے لیے چند علامات (اعراب سے متعلق) وضع کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت ر

www.KitaboSunnat.com

دیں۔ آپ نے اس درخواست کو قبول نہ کیا۔ زیاد نے یہ تدبیر کی۔ کہ اپنے ملازمین میں سے ایک شخص سے کہا کہ تم ابوالاسود کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور جان بوجھ کر قرآن غلط سلط پڑھنا شروع کر دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور یوں پڑھا اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ (لام اور ھا کے زیر سے) کہ خدا تعالیٰ اہل شرک اور اپنے رسول دونوں ہی سے بیزار ہیں (معاذ اللہ) ابوالاسود نے جو یہ سنا تو نہایت بے تابی سے کہا خدا تعالیٰ اپنے رسول کی بیزاری سے بری اور پاک ہے۔ پھر آپ فوراً زیاد کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میں نے تمہاری درخواست قبول کر لی میرا خیال ہے کہ عربیت میں ایک کتاب بناؤں جس کے ذریعہ عوام و خواص سب کے سب اس خرابی کی درستی کر لیں۔ جو ان کے کلام میں رونما ہو گئی ہے اور سب سے پہلے قرآن کے اعراب لگاؤں۔ اس لیے آپ میرے پاس کاتب بھیج دیں زیاد نے ابوالاسود کے پاس تیس کاتب بھیجے جن میں سے آپ نے ایک کو منتخب کر لیا۔ اور اس سے کہا کہ اپنے ساتھ مصحف اور سیاہی کے علاوہ کوئی اور رنگ بھی رکھ لو پس جہاں میں زبر پڑھوں وہاں (اس دوسرے رنگ سے) ایک نقطہ حرف کے اوپر اور جہاں زیر پڑھوں وہاں ایک نقطہ حرف کے نیچے لگا دینا۔ اور جہاں پیش پڑھوں۔ وہاں ایک نقطہ حرف کی اگلی جانب میں یا اس کے درمیان میں لگا دینا۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور غنہ تنوین اس کے موقع پر دو دو نقطے لگا دینا (جن میں سے ایک حرکت کا ہوگا اور دوسرا تنوین کا۔ پھر اگر یہ تنوین والا کلمہ کسی ایسے کلمہ کے ساتھ مل کر آئے جس کے شروع میں

ب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حلقی حروف ء : ا : ع : ح : غ : خ میں سے کوئی ہو تو دونوں نقطوں کو ملا دینا مثلاً عَنْ اَبٍ : اَلِیْمٌ وَ لِکُلِّ قَوْمٍ : هَادٍ سَمِیْعٌ : عَلِیْمٌ لَعَلِیٌّ : حَکِیْمٌ لَغَفُوْرٌ : غَفُوْرٌ عَلِیْمٌ : خَبِیْرٌ تاکہ بُعد اور اظہار کا پتہ چل جائے۔ اور اگر تنوین والے کلمہ کے متصل ر : لا م : میم : نون میں سے کوئی آ رہا ہو تو دو نقطے یکے بعد دیگرے ملا کر لکھ دینا اور ان حرفوں پر تشدید بھی لگا دینا۔ اور وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں تنوین ان حرفوں میں مدغم ہوتی ہے۔ اس لیے تم اس صورت میں نقطوں کو قریب قریب کر دینا اور تنوین کے بعد والے حرف کو مشدد لکھ دینا) پھر آپ نے نہایت سکون و اطمینان سے پڑھنا شروع کیا اور کاتب اسی ہدایت کے موافق نقطے لگاتا رہا۔ جب ایک جزو پورا ہو جاتا۔ تو ابو الاسود اس پر نظر ثانی کرتے یہاں تک، کہ اسی طرح پورے قرآن کے اعراب لگا دیئے اور سکون کو بلا علامت چھوڑ دیا۔ لوگوں نے اس طریق اعراب کو اخذ کیا اور اس کو تشکیل و تشکیل کے نام سے موسوم کر دیا۔ پھر ان نقطوں کے مختلف طریقے رائج ہو گئے بعض نے مربع (■) اور بعض نے مدوّر (●) شکل کو اختیار کر لیا۔

اس کے بعد لوگوں نے حرکات کے متعلق چند علامتیں اور زیادہ کیں۔ حتیٰ کہ خلیل بن احمد فراہیدی نحوی (۱۷۰ھ) نے ضبط حرکات کا یہ طریقہ جاری کیا جو اس وقت مروج ہے کہ زبر حرف کے اوپر ایک لمبی سی شکل کا نام ہے اور زیر کے لیے ایک ایسی ہی شکل حرف کے نیچے ہوتی ہے اور پیش کے لیے حرف کے اوپر چھوٹا سا واؤ ہوتا ہے۔ اور تنوین کی صورت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ہی شکلیں دو دو بار ہوتی ہیں اور جزم جیم کے سر کی طرح ہے۔ اور ہمزہ کی نشانی عَیْنِ تبریٰ (ع) کا سرا ہے (یعنی ع) اور اقلاب کی نشانی کے لیے بَا سے پہلے نون ساکن اور تنوین پر چھوٹا سا میم بناتے ہیں (مِنْ بُعْدُ) اور تشدید والے حرف پر ملے ملے تین دندانے ہوتے ہیں جس کی اصل شَدَّ (تشدید والا) ہوا ہے۔ پھر دال کو گرا کر شین کے دندانے باقی رکھ لیے۔

نیز خلیل نے رَوم و اشمام کی علامت بھی ایجاد کی۔

(۲) قرآن کی تنقیط: (نقطے) ۴۰ھ سے کچھ عرصہ بعد تک لوگ عثمانی مصاحف سے صحیح طور پر پڑھتے رہے۔ پھر عراق میں نقطوں کی غلطی بکثرت واقع ہونے لگی۔ حجاج بن یوسف ثقفی (متوفی شوال ۹۵ھ) نے عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کاتبین مصاحف سے یہ مطالبہ کیا کہ جو حروف لکھائی میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں (مثلاً دذ: رز: س ش وغیرہ) ان کے لیے بھی علامتیں مقرر کر دیں۔ حجاج نے نصر بن عاصم لیثی اور یحیی بن یعمر عدوانی کو بلایا۔ (یہ دونوں حضرات ابوالاسود کے شاگرد ہیں) اور ان سے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے کہا۔ چونکہ بعض حضرات عثمانی مصاحف پر زیادتی کو ناپسند کرتے تھے۔ اور بعض حضرات پہلی اصلاح (جو ابوالاسود نے کی تھی اس) کے قبول کرنے میں بھی توقف و خاموشی اختیار کرتے تھے۔ اس لیے ان دونوں حضرات نے سوچ بچار اور فکر و تامل کی اجازت چاہی۔ اور پھر یہ

تاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

359 Scan
www.KitaboSunnat.com

طے کیا کہ اصلاح ثانی (علامات نقط) میں بھی کوئی حرج نہیں کیوں کہ انکے ذریعہ تلاوت میں سہولت اور تفہیم معنی میں آسانی ہوگی۔ اور قرآنی حروف کی اصل اور ان کے مادہ میں نہ تو کوئی زیادتی ہوگی اور نہ ہی کوئی تبدیلی

پس ان حضرات نے حروف مشتبہ الکتابت کی تمیز کے لیے ہر حرف کے نقطوں کی تعداد مقرر کی۔ مثلاً: ش کے لیے اس کے تین دندانوں کی مناسبت سے تین نقطے مقرر کیے وغیرہ وغیرہ۔ اور پورے قرآن کو نقطوں سے منقط کر دیا۔ یہ سلسلہ تمام لوگوں میں آج تک اسی طرح چلا آتا ہے جس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ البتہ "فا" اور "قاف" کے بارہ اہل مشرق و مغرب کا اختلاف ہے پس اہل مشرق تو "فا" کے لیے ایک نقطہ اور قاف کے لیے دو نقطے اوپر لگاتے ہیں اور اہل مغرب "فا" کے نیچے اور "قاف" کے اوپر صرف ایک ایک نقطہ لگاتے ہیں۔ لیکن اس اصطلاح میں کوئی ضرر نہیں۔ جب کہ التباس و اختلاط سے امن و احتراز (بچاؤ) حاصل ہے ابن سیرین کے پاس ایک قرآن تھا جس میں یحیی بن یعمر نے نقطے لگائے تھے۔

(۳) تخمیس و تعشیر:

(آیتوں کے پانچ پانچ اور دس دس ہونے کی نشانی)

قتادہ تابعیؒ سے منقول ہے کہ آیتوں کے پانچ اور دس ہونے کی علامتیں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ بھی لگاتے تھے۔ دانیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ تمام شہروں میں تابعین رحمہم اللہ کے عہد سے ہمارے اس زمانہ تک نقطے اور حرکات لگانے کی اجازت دیتے چلے آئے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو قرآن اصل الاصول تھے: ان میں بھی، اور ان کے علاوہ دوسرے قرآنوں میں بھی، اور سورتوں کے شروع کی اور ان کی آیتوں کے شمار کی، اور اسی طرح خموس و اعشار کے موقعوں کی علامت لگانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے (۱۲) یہ کام بھی سب سے پہلے نصر بن عاصم لیثی نے کیا جو بصرہ کے جلیل القدر تابعی ہیں۔

(۴) اجزاءِ قرآن:

(۳۰ پارے) قرآن کے ختم کی مدت میں سلف صالحین کی عادت کم و بیش مختلف تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ عموماً تین روز سے کم میں ختم کرنا مکروہ اور خلاف اولیٰ ہے جبکہ الفاظ و حروف صحیح طور پر ادا نہ ہوں چنانچہ حدیث میں ہے کہ "جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا۔ وہ قرآن کے مطالب سے بے خبر رہا" (ابوداؤد) (یہ حکم ظاہری معانی کے اعتبار سے ہے ورنہ دقائق و اسرار کے لیے تو عمریں بھی ناکافی ہیں) ایک جماعت نے ظاہر حدیث کے موافق تین دن میں ختم کرنا ہمیشہ اپنا معمول بنا رکھا تھا اور ایک جماعت پورے ماہ میں بھی ختم کرتی تھی۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم کو ہر مہینہ میں ختم کرو میں نے عرض کیا میرے میں زیادہ قوت ہے فرمایا کہ سات دن میں ختم کرو اور اس پر زیادتی نہ کرو (متفق علیہ)

شاید اسی سے اخذ کر کے حجاج کے زمانہ میں تیس پاروں کی اصطلاح مقرر ہوئی۔ جو سورۂ فاتحہ کے علاوہ باقی قرآنی کلمات کے شمار کے موافق مساوی یا قریب بہ مساوی ہیں پس ان تیس پاروں کے شمار میں عام مہینوں

اب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے دنوں کے شمار کی موافقت ہے۔ پھر ہر پارہ کے چار حصے کیے گئے۔ اسی لیے مروجہ نسخوں میں رُبع (چوتھائی) نصف (آدھے) ثلثۃ (تین ربع) کے حصے شمار حروف کے اعتبار سے درج ہیں۔

(۵) منازلِ فمی بشوق : (سات منزلیں)

حذیفہؓ ثقفی کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ میں نے صحابہؓ سے پوچھا۔ آپ حضرات قرآن کی منزل کے حصے کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قرآن کے سات حصے کرتے ہیں۔

اوّل۔ تین سورتیں (البقرہ سے نساء تک۔)
دوم۔ پانچ سورتیں (مائدہ سے براءۃ تک)
سوم۔ سات سورتیں (یونس سے نحل تک)
چہارم۔ نو سورتیں (بنی اسرائیل سے فرقان تک)
پنجم۔ گیارہ سورتیں (شعراء سے یٰسٓ تک)
ششم۔ تیرہ سورتیں (والصّٰفّٰت سے حجرات تک)
ہفتم۔ مفصل سورتیں (قٓ سے آخر قرآن تک)

(ابوداؤد و ابن ماجہ)

نیز نبی علیہ السلام نے ایک ہفتہ میں ختم قرآن کی یہ ترتیب ابن عمرو بن عاصؓ کے لیے مقرر فرمائی تھی۔ پھر اکثر صحابہ اسی ترتیب سے نماز تہجد میں پڑھتے تھے۔ شاید "منازل فمی بشوق" (میرا منہ مبتلائے شوقِ قرآن ہے) انہی احادیث سے اخذ کر کے حجاج کے زمانہ میں مستقل اصطلاح بنا دی گئی ہو۔ جو شب جمعہ کو شروع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو کر شب جمعرات کو ختم ہوتی ہیں۔ فِیْ یَشُوْقِ کی "فا" فاتحہ کی، ہیم مائدہ کی، یا یونس یا بنی اسرائیل کی، شین شعراء کی، واؤ والصّٰفّٰت کی اور قاف سورہ قٓ کی رمز ہے۔ بعض حضرات نے دوسری منزل مائدہ کے بجائے نساء بتائی ہے۔ پس اب مجموعہ فِیْ یَشُوْقٍ ہوگا۔ ان منازل میں کلمات و حروف کے بجائے سورتوں کے اخیر اور ان کی تمامیت کا لحاظ رکھا گیا ہے

(۶) منازلِ احزاب (سات منازل احزاب) یہ ساتوں فَاِیْطٌ عَرْدٌ مِیْن جمع ہیں۔

فا فاتحہ کی، ہمزہ: انعام کا، یا: یونس کی، طا: طٰہٰ کی، عین عنکبوت کی، را: رعد کی، واؤ: واقعہ کی رمز ہے۔ یہ سات منازل جمعہ سے شروع ہو کر جمعرات تک ختم ہوتی ہیں۔ حضرت عثمانؓ، حضرت زیدؓ، حضرت اُبیؓ، حضرت ابن مسعودؓ کا معمول یہی تھا اور یہ اعراب، تجزیہ تنقیط قرآن وغیرہ کی تمام خدمات خلفاء بنو امیہ کے عہد میں سرانجام ہوئی ہیں۔

فائدہ (۱) ان منازل کے عمل میں جمعیت دارین کے متعلق عجیب و غریب تاثیر ہے (شاہ عبدالعزیز رح) اور قبولیت دعاء قضاء حاجات میں بھی مؤثر ہیں۔ (ابن عباسؓ)

فائدہ (۲) اہل مصر و مغرب قرآن کو ساٹھ حصوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کو حزب کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور تقریباً نصف پارہ ہوتا ہے۔ پھر ہر حزب کے چار حصے بنا لیتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کو رُبعِ حزب یا مقرأ کہتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن جزری وغیرہ ائمہ کے زمانہ میں قرآن کے اجزاء دو طرح بنائے جاتے تھے۔

۱۔ ایک سو بیس ۱۲۰: جن میں سے ایک ایک جزو کا افراد روایات میں خیال کیا جاتا تھا۔ اور اس طرح ہر روایت چار ماہ کی مدت میں ختم کرتے تھے۔

۲۔ دو سو چوبیس ۲۴۰ اجزاء جن میں سے ایک ایک جزو کا جمع الجموع میں خیال کیا جاتا تھا۔ اور اس طرح آٹھ ماہ میں پورے قرآن کی جمع الجموع مکمل کر لیتے تھے۔ (نشر ج ۲ باب افراد القرآت وجمعہا)

(۷) علامات رکوع

یہ علامات بھی خموس واعشار کی طرح شارع علیہ السلام سے ثابت نہیں۔ بلکہ ان کو مشائخ فقہاء اور علماء ماوراء النہر نے مقرر کیا ہے (ان کے تقرر کا زمانہ تقریباً ۳۰۰ھ کا شروع ہے) جب ہمارے مشائخ حنفیہ بالخصوص (مشائخ بخارا نے یہ دیکھا کہ لوگوں نے تراویح کی مقدار قرأت کے اندازہ کے لیے تعاشیر (آیتوں کے دس دس ہونے کی نشانیاں لگائی ہوئی ہیں اور وہ ہر دس آیتوں پر ایک رکعت کرتے ہیں۔ اور اس طرح پورے مہینے میں سنت کے موافق ایک ختم کرتے ہیں (کیونکہ بیس تراویح یومیہ کے حساب سے پورے ماہ کی کل رکعتیں چھ سو بنتی ہیں۔ اور آیتوں کا شمار چھ ہزار سے کچھ زائد ہے پس اس طرح ہر رکعت میں دس دس آیتیں پڑھنے سے پورے مہینہ میں ایک ختم ہوتا ہے) تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان علامتوں میں کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خاص حُسن کامل فائدہ اور زیادہ نفع نہیں (کیوں کہ ان میں مضامین و معانی کا لحاظ قطعاً نہیں حتّٰی کہ بعض اوقات یہ قسمانی ایسے موقع پر ہوتی ہے جہاں رکعت کا ختم کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ساتھ ایک دو آیتوں کا ملانا ضروری ہوتا ہے تاکہ مضمون پورا ہو جائے۔ نیز ان علامتوں کی رعایت سے ختم قرآن آخری رات میں ہوتا ہے۔ حالانکہ شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے ستائیسویں شب میں ختم کرنا زیادہ عمدہ ہے۔ کیوں کہ شب قدر کی زیادہ احادیث اسی رات کے متعلق آئی ہیں لیکن اس کا التزام بدعت ہے) اس لیے ان حضرات نے رکوع کی علامتیں وضع کیں اور قرآن کے پانچ سو ۵۰۰ چالیس رکوع مقرر کیے جن میں دو باتوں کی رعایت و پابندی رکھی۔

اوّل۔ یہ کہ کوئی رکوع قراءت کی فرض مقدار سے کم نہ ہو۔ چنانچہ کوئی رکوع بھی ایسا نہیں جو تین چھوٹی آیتوں یا ایک لمبی آیت سے کم ہو۔ اور قرآن کی آخری چھوٹی چھوٹی سورتیں سب کی سب مستقل رکوع ہیں۔

دوم۔ یہ کہ ہر رکوع ایک پورے مضمون پر مشتمل ہو۔ جس میں کلمات کے شمار و مقدار کا لحاظ بھی ملحوظ ہو۔ ہاں اگر کسی مضمون کو $\frac{1}{5}$ ۱/۵ سے کافی لمبا دیکھا تو اس کے دو یا اس سے زیادہ رکوع بنا دیے۔ اسی طرح اگر کسی مضمون کو $\frac{1}{5}$ ۱/۵ سے کافی چھوٹا دیکھا تو اس کو پورے رکوع کے بجائے اس کا ایک جزو بنا دیا۔ یہ بات تمام رکوعوں میں ملحوظ ہے۔

البتہ سورۂ واقعہ ع کے پہلے رکوع میں قدرے خدشہ ہے کہ وہ اَلْیَمِیْنِ پر ختم ہوتا ہے۔ حالانکہ مضمون اس کے بعد کی دو آیتوں کے ملانے سے پورا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ اس کا حل یوں ہو سکتا ہے کہ چونکہ یہ رکوعات ائمہ فن سے منقول نہیں بلکہ اجتہادی و فقہی ہیں نیز ان کے مقامات اور شمار میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ متاخرین کے نزدیک کل رکوع پانچ سو اٹھاون (۵۵۸) ہیں اس لیے اس کا اتباع واجب نہیں۔ بلکہ صحیح یہی ہے کہ ہر رکوع مِنَ الْاَخِرِیْن پر پورا ہوتا ہے۔ اسی پر رکعت کا ختم کرنا مناسب ہے۔

نیز یہ بھی احتمال ہے کہ شروع میں تو بعض کم علم لوگوں نے اس کو مقرر کر دیا ہو۔ لیکن پھر بعد والوں نے اسی کو معمول و لازم بنا لیا ہو۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ جس جگہ قصہ یا مضمون پورا ہوتا ہے یا جہاں امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے جمعہ کی نماز میں رکوع کیا ہے وہاں یہ شکل (ع) لکھ دیتے ہیں جو رَکَعَ کا مخفف ہے۔ لیکن یہ بعید ہے۔

علامت رکوع (ع) پر تین ہندسے لکھتے ہیں جن میں سے اوپر والا سورت کے رکوع کی اور نیچے والا پارہ کے رکوع کی اور درمیان والا آیتوں کی تعداد ظاہر کرتا ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی رح (المتوفی ۴۹۰ھ یا ۵۰۰ھ) ج ۱ ص ۱۴۶، قاضی خان (۵۹۲ھ) ج ۱ ص ۲۱۷، ۲۱۸، برہامش عالمگیریہ۔ عالمگیری ج ۱ (تبیین البیان) ۱

اب اصل مقصد شروع ہوتا ہے۔

پس جانو کہ اس فن کے دو حصے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ فرش
۲۔ اصول
اولاً فرش اور ان کے بعد اصول بیان کیے جائیں گے
وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْقِ

اصطلاحات

(۱) امام نافعؒ : مدنی رسم کو اہل مدینہ کے مصحف سے روایت کرتے ہیں پس جہاں ان کا نام آئے گا۔ وہاں مدنی مصحف کی رسم مراد ہوگی۔ اور جہاں مدنی مصحف کا ذکر آئے گا۔ وہاں امام نافع کی روایت مراد ہوگی۔

(۲) امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ : اس مصحف سے روایت کرتے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت کے لیے مخصوص تھا۔ اور جیسا کہ پہلے گذرا۔ اس مصحف کو "امام" کہتے ہیں۔ پس امام ابو عبید سے امام کی رسم اور امام سے ابو عبید کی روایت مراد ہوگی۔

۳۔ اگر یہ آئے کہ امام نافع نے اس طرح روایت کیا ہے یا یہ کہ امام میں اس طرح ہے تو اس سے یہ مراد نہ ہوگا کہ دوسرے اماموں سے دوسری طرح ہے بلکہ اکثر جگہ مراد یہی ہوگا کہ دوسرے اماموں سے بھی اسی طرح ہے۔ اور جس جگہ معین مصحف کا نام آئے مثلاً یہ کہ مکی میں اس طرح ہے۔ یا بصری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس طرح ہے۔ تو دوسرے مصاحف میں اس کے خلاف دوسری طرح ہوگا۔ اور جن موقعوں میں مصاحف مختلف ہیں۔ ان میں سے اکثر میں وہی روایت بیان ہوگی۔ جو ثابت تر اور قوی تر ہے۔ اور جس جگہ یہ ہو کہ عراقی مصاحف میں اس طرح ہے وہاں دوسرے مصاحف کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہو سکے گا۔ نہ یہ کہ ان میں عراقیہ کے مطابق ہے اور نہ یہ کہ ان کے خلاف ہے۔ پس بعض جگہ تو ان میں عراقی مصاحف کے خلاف ہوگا۔ جو دوسری کتب سے معلوم ہوگا۔ کیوں کہ دانی رح نے مقنع میں رسم کے اماموں کی روایت بیان کی ہے اور وہ رسم بھی بتائی ہے جو انہوں نے عراقی مصاحف میں دیکھی ہے۔ پس بعض جگہ تو عراقیہ کی رسم اس روایت کے مطابق ہوتی ہے۔ جو دانی نے دوسرے اماموں سے نقل کی ہے۔ اور بعض جگہ اس کے خلاف بھی ہوتی ہے۔

۴ جس کلمہ کے بعد بِخُلْفٍ ہو۔ اس میں دونوں وجہ سمجھیں۔

۵ مدنی سے نافعؒ، ابوجعفرؒ اور حبیرؒ سے مکیؒ، مازنیؒ اور بصریؒ سے مازنیؒ، دمشقیؒ اور حضرمیؒ سے نافعؒ، مکیؒ، ابوجعفرؒ اور عاصمؒ سے مدنیؒ، شامیؒ اور کوفیؒ سے چاروں کوفی اور شفا سے حمزہؒ کسائیؒ، امام خلفؒ اور رویسؒ سے کسائیؒ امام خلفؒ اور نفرؒ سے مکیؒ، مازنیؒ اور شامیؒ اور ثوریؒ سے ابوجعفرؒ اور حضرمیؒ اور رضیؒ سے حمزہؒ کسائیؒ، ابانؒ سے مکیؒ، شامیؒ اور صعبؒ سے حفصؒ شفاؒ اور صعبہؒ سے شعبہؒ شفاءؒ اور فتیؒ سے حمزہؒ و امام خلفؒ رح مراد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔

فرش الحروف

اثبات وحذف وغیرہ کا بیان، جو سورتوں کی ترتیب سے ہے۔

فائدہ ۱ ان کلمات میں سے جن میں کسی حرف کی رسم بتانی ہو گی۔ اس کو صاف الفاظ میں بیان کریں گے مثلاً صِرَاط: اَلصِّرَاط صاد سے ہے وغیرہ اور جہاں الف کا رسماً حذف بتائیں گے۔ وہاں صرف کلمہ کو اسی طرح (حذف الف کے ساتھ) لکھ دینے ہی پر اکتفا کریں گے، جیسے مٰلِكِ وغیرہ اور ان میں بعض ایسے مخصوص کلمات کا ذکر بھی آئے گا جن میں حذف کلیہ کے طور پر ہو گا۔ لیکن ان کا خاص طور پر مذکور ہونا صرف امام نافع کی روایت کی بنا پر ہو گا۔ کہ ان کی روایت میں ان کا ذکر آیا ہے نہ یہ کہ واقع میں بھی حذف کے اعتبار سے ان کی خصوصیت ہے۔

۲ جن کلمات میں حذف بیان کیا جائے اگر ان میں ایک قراءۃ حذف سے بھی ہو تو یہ حذف شمول قراءۃ کے لیے ہو گا۔ اور اس کو احتمالی رسم کہتے ہیں۔ ورنہ اختصار کی بنا پر ہو گا۔ اور اس کو اصطلاحی رسم کہتے ہیں۔ اور اس کا فیصلہ طلباء کو خود کرنا چاہیئے کہ کہاں حذف شمول کی اور کہاں اختصار کی بنا پر ہے یا کون سی رسم احتمالی ہے۔ اور کون سی اصطلاحی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع۳ جس کلمہ کے ساتھ کسی امام کا نام نہ ہو۔ اس کو نافعؒ کی روایت سمجھیں۔

ع۴ اگر ان کلمات میں سے الف وغیرہ کا حذف و اثبات حفصؒ کے علاوہ دوسرے حضرات کی قراۃ کی رُو سے ہوگا تو ان میں شبہ کے موقع پر ان قرّاء کے نام بھی بتا دیئے جائیں گے اور جہاں شبہ نہ ہوگا یا حفصؒ کے تلفظ کے خلاف رسم ہوگی وہاں قراء کے ناموں کا ذکر نہ آئے گا۔ وَبَعْدَ بِسْمِ اللّٰہِ نَشْرَعُ۔

بِسْمِ اللّٰہِ کا بیان

ع۱ اسم کا ہمزہ وصلی صرف بسم اللہ میں کتابت سے محذوف ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ سورتوں کے شروع کی بسم اللہ کو بھی شامل ہے۔ اور اس بسم اللہ کو بھی جو سورۂ ہود (ع۴) اور نمل (ع۲) میں ہے۔ اور اسی لیے بِاسْمِ رَبِّكَ : بِئْسَ الِاسْمُ : سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ میں ہمزہ ثابت ہے۔ ع۲ اللّٰہ ع۳ الرَّحْمٰنِ ان دونوں کا الف اختصار کے سبب کسی جگہ بھی نہیں لکھا جاتا۔

امام قالونؒ امام نافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ مندرجۂ ذیل کلمات مدنی مصحف میں اس طرح ہیں۔

الفاتحہ

ع۱ مٰلِكِ میں الف کا حذف یقینی طور پر اور بالاجماع تو صرف اسی فاتحہ والے میں ہے اور یوں دانیؒ نے مٰلِكِ الْمُلْكِ (آل عمران ع۳) میں بھی اور ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روایت پر مٰلِكِ میں ہر جگہ الف کا حذف بتایا ہے لیکن یہ اجماعی نہیں ہے۔ اور یٰمٰلِكُ (زخرف ع۱۳) کے الف کا حذف عَلَم ہونے کی بناء پر بھی ہے۔

البقرة

ع۱ یُخٰدِعُوْنَ (تینوں جگہ) یہاں ع اور نسأ ع میں ع۲ وٰعَدْنَا ع۳ اور وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى اعراف ع۱۴ اور وَوٰعَدْنٰكُمْ طٰ ع۱۳ ع۴ فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ع۶ ع۵ خَطٰيٰكُمْ ع۶ ع۵ مِصْرًا ع میں تمام قرآنوں میں را کے بعد الف ہے (جو دو زبروں کی علامت ہے) اور یہ امام ابوعبید کی روایت ہے (اور باقی چاروں جگہ مِصْرَ ہے الف کے حذف اور را کے ایک زبر سے) ع۶ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ع (اور اس کے علاوہ سب جگہ الف سے ہے۔ جیسے تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ وغیرہ) ع۷ فَادّٰرَءْتُمْ ع میں دال اور را کے بعد والے دونوں الف محذوف ہیں ع۸ خَطِيْٓـَٔتُهٗ ع (الف والی قراءۃ مدنی کی ہے) ع۹ تَظٰهَرُوْنَ ع۱۰ تُفٰدُوْهُمْ ع۱۱ اُسٰرٰى ع (تینوں جگہ) ع۱۲ وَمِيْكٰلَ ع۱۳ عٰهَدُوْا ع۱۲ وع۱۲ اور بِمَا عٰهَدَ (فتحنا ع) ع۱۴ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ ع۱۴ میں شامی قرآنوں میں ان کی قراءۃ کی طرح قاف سے پہلے واؤ نہیں ہے۔ ع۱۵ اِبْرٰهٖمَ ع۱۵ ع۱۶ ع۱۶ میں پندرہ جگہ یا کے بغیر (کھڑی زیر سے) شامی اور عراقی کی رسم ہے۔ لفظ اِبْرٰهِيْمَ قرآن مجید میں ۶۹ جگہ آیا ہے جن میں سے ۳۳ - اختلافی اور باقی ۳۶ - اتفاقی ہیں۔ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کی رسم کی تفصیل یہ ہے کہ بقرہ کے ۱۵ میں اجماعاً حذف ہے۔ چنانچہ ابو عبیدؒ نے تمام مصاحف میں اور دانیؒ نے عراقی و شامیؒ میں اور حمدریؒ نے امام میں اس حذف کی تصریح کی ہے اور باقی ۵۴ میں سے اختلافی ۱۸ میں شام کے اکثر اور مدینہ کے بعض مصاحف میں اسی طرح یا اور الف دونوں کے حذف سے اِبْرٰهِمَ ہے اور باقی مصاحف میں یا کے اثبات سے اِبْرٰهِيْم ہے۔ رہے اجماعی ۳۶ سوان میں بالاتفاق یا ثابت ہے (اِبْرٰهِيْم) پس بعض حضرات کا یہ قول شاذ و غیر صحیح ہے کہ یہ لفظ ۶۹ کے ۶۹ موقعوں میں یا سے ہے۔ پھر بقرہ کے ۱۵ میں بالاجماع اور باقی ۵۴ میں سے اختلافی ۱۸ میں بالاختلاف حرف محذوف۔ یا والوں کی قراءۃ پر یا ہے۔ کیونکہ اکثر موقعوں میں یہ یا ہی سے لکھا ہوا ہے اور الف والوں کی قراءۃ پر یہ حرفِ محذوف الف ہے اس لیے کہ اکثر و بیشتر رسم سے الف ہی محذوف ہوتا ہے۔ اسمٰعیل و اسحٰق کی طرح اور یہ لفظ ہشام کی روایت کے موافق الف سے (اِبْرٰهَام) کسی قرآن میں بھی مرسوم نہیں۔

(ملخصاً من النشر و نثر المرجان والمقنع والعقیلہ والابراز وغیرہ) ۱۲

ع۱۶ وَوَصّٰى یٰبَنِيْ ع۱۶ کی بجائے وَاَوْصٰى امام! شامی اور مدنی کی رسم ہے اور عمؒ کی قراءۃ بھی یہی ہے ع۱۷ وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ ع۲۰ ع۱۸ وَالْيَتٰمٰى ع۱۹ وَالْمَسٰكِيْنَ ع۲۲ اور یہ الف کا حذف الْمَسٰكِيْنَ اور مَسٰكِيْنَ میں کلیے کے طور پر ہے صرف مائدہ ع۱۳ میں بعض میں الف سے اور بعض میں حذفِ الف سے ہے اور یہ حذف مَسٰكِيْنَ ع۲۳ میں شمول کی اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باقی سب مقامات میں اختصار و اصطلاح کی بنا پر ہے اور بقرہ ع۲۳ میں عم کی قراۃ الف سے ہے) ع۲۰ وَلَا تَقْتُلُوْهُمْ ع۲۱ يُقٰتِلُوْكُمْ ع۲۲ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ ع۲۳ وَقٰتِلُوْهُمْ پس يُقَاتِلُوْنَكُمْ ع۲۴ میں الف ثابت ہے ۔ ع۲۴ فَيُضٰعِفَهٗ : يُضٰعِفُ اور مُضٰعَفَةً : يُضٰعِفُهَا جس جگہ بھی آئیں۔ اور بقرہ و حدید والے میں دونوں وجوہ ہیں۔ اور رائیہ میں سب ہی میں خُلف بتایا ہے سو ممکن ہے کہ وہ کسی ایسی روایت کی بنا پر ہو۔ جو ناظم کو پہنچی ہو۔ لیکن مقنع سے اس کی تائید نہیں ہوتی ع۲۵ يَبْصُطُ ع۳۲ میں صاد سے اور باقی سب جگہ سین سے ہے اور الْمُصَيْطِرُوْنَ اور بِمُصَيْطِرٍ دونوں صاد سے ہیں۔ ع۲۶ دِفْعٌ ع۳۳ اور حج ع۶ (اس میں مدنی اور یعقوب کی قراءت الف سے ہے) ع۲۷ فِرْهٰنٌ ع۳۹ ع۲۸ وَكِتٰبِهٖ ع۴۰ میں خُلف ہے یعنی بعض میں الف سے اور بعض میں بلا الف ہے اور تحریم والا اجماعاً بلا الف ہے یہاں وَكِتٰبِهٖ شفا کی اور تحریم میں بصری و حفصؒ کے غیر کی قراۃ ہے

ال عمران

ع۱ وَيُقْتِلُوْنَ الَّذِيْنَ میں نصیر کی روایت پر حذف و اثبات دونوں (اس میں حمزہؒ کی قراۃ الف سے ہے) ع۲ تُقٰىةً ع۳ (اس میں الف بشکل یا ہے) اور حَقَّ تُقَاتِهٖ ع۴ کی رسم تین طرح آئی ہے ۱۲ عراقی قرآنوں میں سے بعض میں تُقٰتِهٖ ۱۲ اور بعض میں تُقَاتِهٖ ۱۳ اور غیر عراقی میں تُقٰتِهٖ ہے۔ الف بشکل یا سے ع۳ طٰٓئِرًا یہاں ع۵ اور مائدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع۵ (یہ مدنیؒ اور یعقوبؒ کی قراءۃ ہے (اور کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ دونوں جگہ جو ابو جعفرؒ کی قراءۃ ہے) ع۴ وَسَارِعُوْا ع۵ مکی و عراقی میں واؤ سے ہے اور باقی مصاحف میں ان حضرات کی قراءۃ کی طرح واؤ کے بغیر ہے۔

تنبیہ:۔ ہمارے یہاں کے عام مصاحف میں لَانْفَضُّوْا ع۸ میں نون سے پہلے ایک الف زائد لکھا ہے جس کی شکل یہ (لَاانْفَضُّوْا) ہے یہ بالکل بے اصل اور غلط ہے ۱۲ ع۵ وَبِالزُّبُرِ ع۱۹ شامی میں اسیطرح ان کی قراءۃ کی طرح با کے ساتھ ہے۔ اور وبالکتب میں شام کے بعض مصاحف میں با ہے اور بعض میں نہیں ہے اس میں ابن ذکوانؒ کے لیے صرف حذف اور ہشامؒ کے لیے طیبہ سے دونوں وجوہ ہیں اور باقی مصاحف میں بالاتفاق وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ ہے با کے بغیر ع۶ وَقٰتَلُوْا ع۳۔

النساء

ع۱ خاص امام میں طُبَ یا سے اور باقی تمام قرآنوں میں الف سے ہے (اتحاف) ۱۲۔ ع۲ ثُلٰثَ اور ثُلٰثَۃَ اور ع۳ رُبٰعَ (جہاں بھی آئیں) ع۴ قِیٰمًا ع۱۲ اور مائدہ ع۱۳ (ان دونوں کے علاوہ سب جگہ الف کے ساتھ ہے جیسے قِیَامًا وَّقُعُوْدًا آل عمران ع۲ ونساء ع۱۵ اور وَقِیَامًا فرقان ع۶ وغیرہ) ع۵ ضِعٰفًا ع۶ ع۶ کِتٰبَ اللّٰہِ ع۱۲ ع۷ عٰقَدَتْ ع۵ (کوفی کے غیر کی قراءۃ الف سے ہے) ع۸ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی ع۲ میں فراء نے بیان کیا ہے کہ کوفی قرآنوں میں ذَا الْقُرْبٰی ہے الف سے لیکن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ شاذ ہے۔ ع۹ لٰمَسْتُمُ ع۴ و مائدہ ع۲) ع۱ مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلًا ع۶ شامی کی رسم ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں اِلَّا قَلِيْلٌ ہے ع۱۱ فَلَقَتَلُوْكُمْ ع۱۲ مُرْغَمًا ع۱۴ (ع۱۳ اِنْثًا صرف ع۱ میں۔ اور صُفَّتْ ع۵ میں شوریٰ ع۵ والے دونوں اور زخرف ع۲ کے اِنَاثًا میں الف ثابت ہے)

مائدۃ

ع۱ قَسِيَّةً ع۲ سُبُلَ السَّلٰمِ ع۳۔ ع۳ اَكّٰلُوْنَ ع۴ ع۴ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ ع۲ امام مدنیؒ اور شامیؒ و مکیؒ کی رسم ہے (اور عمؒ؟ مکیؒ کی قراءۃ بھی یہی ہے اور کوفیؒ و بصریؒ میں وَيَقُوْلُ ہے) ع۵ مَنْ يَّرْتَدَّ مدنیؒ؟ شامیؒ اور امام کی رسم ہے (اور عمؒ کی قراءۃ بھی اسی طرح ہے اور باقی مصاحف میں مَنْ يَّرْتَدَّ ہے) ع۶ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ع۷ بِلِغَ الْكَعْبَةِ ع۳ ع۸ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ع۳ میں نافعؒ سے صرف حذف اور نصیر سے دونوں وجوہ ہیں۔

رہا عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ ع۳ سو اس میں اجماعاً حذف ہے۔ اس بنا پر کہ عشرۃ کی تمیز جمع ہی آتی ہے۔ اس لیے یہاں شبہ کا اندیشہ نہیں تھا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہؓ بڑے درجہ کے فقیہہ اور نہایت بیدار مغز تھے۔ ع۹ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ ع۴ ع۱ سِحْرٌ ع۱۵ و یونسؑ و ہودؑ ع۱ میں نصیر کی روایت پر حذف و اثبات دونوں ہیں (ان میں شفاءؒ کی قراءۃ الف سے ہے) اور بِكُلِّ سٰحِرٍ (اعراف ع۱۴) و یونس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع میں بھی خُلف ہے۔ یعنی بعض میں سین کے بعد اور بعض میں حا کے بعد الف مرسوم ہے۔

اور ہمارے عام مصاحف میں الف محذوف ہے اور ان دونوں موقعوں میں سَحَّارٍ شفاؔ کی قراءۃ ہے۔

فائدہ:۔ دانیؒ کی اور نصیر کی ایک روایت پر سٰحِرٌ ہر جگہ الف کے بغیر ہے۔ لیکن اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ ذٰرِیٰت ع میں الف سے ہے۔

الانعام ۱ وَلَدَارُ ع شامی کی رسم ہے اور باقی مصاحف میں وَلَلدَّارُ ہے ۲ وَلَاطٰٓئِرٍ ع ۳ بِالْغَدٰوةِ یہاں ع اور کہف ۲۸ ع میں باتفاق مصاحف واؤ کے ساتھ ہے۔ ۴ اَنْجٰنَا کوفی کی رسم ہے۔ اور باقی مصاحف میں باقین کی قراءۃ کی طرح اَنْجَیْتَنَا ہے۔ ۵ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ع ۶ فَالِقُ الْحَبِّ وَجَعَلَ الَّیْلِ ع ۷ میں نصیر کی روایت پر دونوں میں خُلف ہے یعنی بعض میں الف سے اور بعض میں حذفِ الف سے ہے۔ وَجٰعِلُ کوفیؒ کے غیر کی قراءۃ ہے ۸ کَلِمٰتُ ع ۹ (جو کوفیؒ اور یعقوبؒ کے ماسوا کی قراءۃ ہے) اور یونس ع ۴، غ ۱ د مؤمن ع ۱ (جو عمؒ کی قراءۃ ہے) ۱۰ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا ع ۱۱ ۹ رِسٰلٰتِهٖ ۱۰ دَارُ السَّلٰمِ ع ۱۲ شُرَكَآئِهِمْ ع ۱۳ یا سے شامی کی رسم ہے (اور اُن کی قراءۃ ہمزہ کے زیر سے ہے اور باقی مصاحف میں شُرَكَاؤُهُمْ ہے واؤ سے ۱۲ فَرَقُوْا یہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع۲ دُرُوم ع۴ میں الف کے حذف سے ہے اور اس میں رِضیٰ کی قراءۃ الف سے ہے۔

الاعراف

ع۱ قَلِيلًا مَّا يَتَذَكَّرُونَ ع۱ شامی کی رسم ہے اور باقی مصاحف میں تا سے پہلے یا نہیں ہے ع۲ وَرِيشًا میں بعض قرآنوں میں یا کے بعد الف بھی ہے یعنی وَرِيَاشًا جو حسن کی شاذ قراءۃ ہے ع۳ وَمَا كُنَّا ع۵ کی بجائے مَا كُنْتَا شامی کی رسم ہے ع۴ بَصْطَةً ع۶ باتفاق مصاحف صاد سے ہے۔ (اور بقرہ ع۳۲ کے بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ میں تمام مصاحف میں سین ہے۔

اور گو ابن شنبوذ کے تمام طرق سے اس میں صاد بھی ہے۔ لیکن اس کو رسم کے خلاف اس لیے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ رسم صریح کی جو مخالفت ادغام: ابدال: اثبات، حذف: وصل: فصل کے ذریعہ سے ہوتی ہے، اہل رسم اس کو مخالفت شمار نہیں کرتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ قراءۃ سنداً صحیح ہو اور یہاں بھی صاد ابدال کی بنا پر ہے اور ابن شنبوذ کے تمام طرق سے صحیح ہے۔

ع۵ فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ وَقَالَ الْمَلَأُ ع۶ قاف سے پہلے واؤ شامی کی رسم ہے ع۶ بِكُلِّ سَاحِرٍ یہاں ع۱۴ و یونس ع۱۰ میں (جیسا کہ ابھی گذرا) نصیر کی روایت پر الف ثابت ہے: جو بعض قرآنوں میں سین کے بعد اور بعض میں حا کے بعد ہے یعنی سَاحِرٍ

تاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سَحَّارٍ ہے (اور سَحَّارٍ شعراء ع۳ میں یہ الف سبھی قرآنوں میں حا کے بعد ہے ع۴ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ ع۱۶ ع۸ بٰلِغُوْهُ ع۱۶ ع۹ وَبَاطِلٌ ع۱۶ وہوٗد ع۲ ع۱۰ اَنَجَّيْنٰكُمْ ع۱۶ کی بجائے شامی کی رسم اَنْجَيْنٰكُمْ ہے۔ ع۱۱ الْخَبٰٓئِثَ ع۹ و انبیاء ع۵ ع۱۲ وَكَلِمٰتِهٖ ع۳ جس جگہ بھی آئے ع۱۳ خَطٰيٰكُمْ ع۲ اور خَطٰيٰتِهِمْ نوح ع۲ ع۱۴ طٰٓئِفٌ ع۱۴ (نہ کہ طَآئِفٌ قلم والا بھی)

الانفال والتوبة

ع۱ اَمَانٰتِكُمْ ع۳ اور لِاَمٰنٰتِهِمْ مومنون ع۱ (اور معارج ع۱) ع۱ مَسٰجِدَ اللّٰهِ - (پہلا) ع۳ (اور پہلے کی خصوصیت نافع کی روایت کی بنا پر ہے ورنہ مَسٰجِدَ میں ہر جگہ الف محذوف ہے) ع۲ وَلَاۤ اَوْضَعُوْا ع۴ میں اکثر قرآنوں میں لام کے بعد ایک زائد الف ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ اور لَاۤ اَذْبَحَنَّهٗ نمل ع۲ میں بالاتفاق الف زائد ہے اور لَاۤ اِلَى اللّٰهِ آل عمران ع۱۴ اور لَاۤ اِلَى الْجَحِيْمِ صٰٓفّٰت ع۲ ان دونوں میں لام کے بعد بعض قرآنوں میں الف ہے؛ اور بعض میں نہیں ہے اور ہمارے قرآنوں میں لَاۤ اَنْتُمْ اَشَدُّ حشر ع۲ میں بھی الف زائد ہے جو بے سند ہے اور صحیح رسم لَاَنْتُمْ ہے و نیز جیسا کہ آل عمران میں بھی بیان ہوا ہے۔ ہمارے یہاں کے قرآنوں میں لَاۤ اَفْضَوْا میں ایک زائد الف لکھا ہے جو بالکل غلط ہے اس کی صحیح رسم لَا نَفْضُوْا ہے ع۱۳ خِلٰفَ ع۴ (نہ کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز
اِنَّ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ مِنْ خِلَافٍ مائدہ ع۵ و اعراف ع۱۴ و طٰہٰ ع۵ و شعراء ع۳ میں بھی، ع۴ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ ع۱۳ کی بجائے مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کی رسم ہے ع۵ اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا پہلی واؤ کے بغیر مدنی اور شامی کی رسم ہے۔

یونس ۴

ع۱ مکی کی قراءۃ کی رُو سے وَلَاۡ اَدۡرٰىكُمۡ یہاں ع۲ میں اور پہلے لَاۡ اُقۡسِمُ قِيٰمَةِ میں الف زائد ہے ع۲ يُسَيِّرُكُمۡ کی بجائے يَنْشُرُكُمۡ شامی کی رسم ہے اور ابو حفص حرآز نے لِنَنْظُرَ ع۲ اور اِنَّا لَنَنْصُرُ غافر ع۶ میں نون ساکن کا حذف بتایا ہے جو اس لیے تسلیم کرنے کے لائق نہیں کہ اس کے خلاف نصیر کی روایت ہے ع۳ كَلِمٰتُ ع۹ و ع۱۰ جو عمؒ کی قراءۃ ہے۔

ھود ۴

ع۱ ثَمُوْدَا ع۶ و فرقان و عنکبوت ع۴ و نجم ع۳ چاروں میں الف مرسوم ہے۔ ع۲ سَلٰمًا ع۳ ع۳ قَالَ سَلٰمٌ (اور سَلٰمٌ جس جگہ بھی آئے) ع۴ مَا نَشَآءُ صرف یہاں ع۶ میں نہ کہ مَنْ نَّشَآءُ وغیرہ میں بھی۔

یوسف ۴

ع۱ اٰيٰتُ ع۲ میں ام میں دوسرا الف ثابت ہے اور باقی مصاحف میں دونوں الف محذوف ہیں اور یہی اکثر ہے۔ ع۲ غَيٰبَتِ ع۱۲ میں دونوں الف محذوف ہیں (اور با کے بعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والا الف مدنیؒ کی قراءۃ ہے) ع۳ لَا تَاْمَنَّا ع۲ میں تمام قرآنوں میں ایک ہی نون ہے۔ ع۴ لَدَا الْبَابِ ع۱۳ میں الف سے اور لَدَی الْحَنَاجِرِ غافر ع۲ میں یا سے ہے۔ یہ نصیر کی روایت ہے (اور گو بعض مصاحف میں لَدَا الْحَنَاجِرِ بھی الف ہی سے مرسوم ہے لیکن یہ قلیل ہے) امام دانیؒ ان دونوں میں فرق کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ لَدَا یوسف میں عِنْدَ کے اور غافر میں فِیْ کے معنی میں ہے، اور یا سے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر کی طرف مضاف ہونے کے وقت اس میں یا ظاہر ہو جاتی ہے جیسے لَدَیَّ : لَدَیْهِمْ ع۵ حَاشَ ع۱۲ میں شین کے بعد والا الف جو ابو عمروؒ کی قراءۃ میں ہے رسماً محذوف ہے ع۶ وَلَا تَایْئَسُوْا اور لَا یَایْئَسُ غ۱ اور اَفَلَمْ یَایْئَسِ رعد ع۴ میں تا اور یا کے بعد الف لکھا ہوا ہے تاکہ یَئِسُوْا اور تَیْئَسُوْا اور یَئِسَ اور یَیْئَسُ میں فرق ہو جائے کیونکہ اوّلا قرآنوں میں نقطے نہ تھے۔ یا اس طرف اشارہ ہو جائے کہ یہ الفاظ اصل میں اَیِسَ کے مادہ سے ہیں پھر ان میں قلب ہو گیا یہ نصیر کی روایت ہے: اور اسْتَیْئَسُوْا : اسْتَیْئَسَ میں تا کے بعد والا الف اکثر قرآنوں میں محذوف اور بعض میں ثابت ہے۔ ع۷ فَنُنْجِیْ ع۱۲ (جو شامیؒ عاصمؒ یعقوبؒ کے غیر کی قراءۃ ہے) اور نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (یہ بھی جو شامیؒ شعبہ کے غیر کی قراءۃ ہے ان دونوں) میں دوسرا نون محذوف ہے اور یہ نصیر کی روایت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الرعد و ابراھیم ۱۴

ع۱ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ ۱۲ ع میں نہ فا سے پہلے الف ہے اور نہ فا کے بعد اور یہ امام کی رسم اور کنزؒ و یعقوبؒ کے غیر کی قرأت ہے ع۱ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ۱۲ ع میں تشدید والی یا کے بعد اکثر قرآنوں میں الف ہے (بِاَيَّامِ اللّٰهِ) پس ان میں تو ایک یا لکھی ہوئی ہے جو دو لفوں کے درمیان ہے اور بعض قرآنوں میں تشدید والی یا کے بعد بھی الف کے بجائے دوسری یا لکھی ہوئی ہے۔ پس ان میں الف اور میم کے درمیان دو یائیں ہیں۔ اور جمع کا الف مرسوم نہیں ہے کیونکہ اس کو جمع کے الف کے حذف کرنے کے بعد فک ادغام کے طریق پر تشدید کے اتصال کا اعتبار نہ کرتے ہوئے دو یاؤں سے لکھ دیا ہے۔

(البتہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ دوسری یا جمع کے الف کے بجائے ہے جس کو ایک اصطلاح کی رُو سے یا کی صورت میں لکھ دیا ہے)۔ اس کے علاوہ باقی سب جگہ اَيّٰامٍ الف سے ہے ع۲ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ ۱۵ ع جو مدنیؒ کی قراءۃ ہے، اس میں اجماعاً الف مرسوم نہیں ہے۔ اور وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ حجر ع۲ میں بعض قرآنوں میں الف ہے اور بعض میں نہیں ہے: اور اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فرقان ع۵ میں نصیر کے یہاں اثبات اور نافعؒ کی روایت پر حذف ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا انشاء اللہ۔

فائدہ:۔ الرِّيٰحَ میں نصیر کی روایت پر تمام قرآنوں میں الف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نافعؒ کی روایت پر کسی میں بھی الف نہیں ہے اور ہمارے عام مصاحف کے اعتبار سے صرف اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ روم ع۵ میں الف ہے اور باقی سب جگہ الف کے بجائے کھڑی زبر ہے۔ ع۳ خِلٰلَ ع۵ ہر جگہ (ع۴ ہمارے عام مصاحف کی رُو سے اَفْئِدَۃً میں صرف اسی جگہ ہمزہ بشکل یا ہے نہ کہ باقی مقامات میں بھی)۔

الحجر : النحل : الاسراء

اَلْخَلْقُ ع۶ و یٰسٓ ع۵ حجر (ع۱ بِلِغِیْہِ ع۶) ع۲ ظِلٰلُہٗ ع۶ ہر جگہ ع۳ حَلٰلٌ سب جگہ (نحل) ع۱ طٰٓئِرَہٗ ع۶ ع۲ اَوْ کِلٰھُمَا ع۳ بعض میں الف سے (کِلَاھُمَا) ہے اور بعض میں الف کے بغیر (کِلٰھُمَا) ہے اور اس میں یا (کِلٰھُمَا) کسی قرآن میں بھی نہیں ہے۔ ع۳ سُبْحٰنَ جس جگہ بھی آئے حذف الف سے ہے لیکن سُبْحَانَ رَبِّیْ ع۴ بعض قرآنوں میں الف سے اور بعض میں حذفِ الف سے ہے۔ ع۴ اور اسی سُبْحَانَ رَبِّیْ سے پہلے قُلْ کی بجائے قَالَ الف سے مکی اور شامی کی رسم ہے (اور ان کی قراءۃ بھی یہی ہے) (اسرا)

الکھف

ع۱ تَزٰوَرُ ع۶ ع۲ ثَلٰثَ ع۶ جہاں بھی آئے ع۳ مِنْھُمَا غیر عراقی کی رسم ہے (اور ان کی قراءۃ بھی یہی ہے ع۴ لٰکِنَّا ع۵ میں تمام مصاحف میں نون کے بعد الف مرسوم ہے ع۵ تَذْرُوْہُ الرِّیٰحُ ع۶ بعض میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الف سے اور بعض میں الف کے بغیر ہے ع۶ زَكِيَّةً ع۲۲ (جو کنز و درۃ کے غیر کی قراءۃ ہے) ع۷ فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ع۸ لَتَخِذْتَ ع۹ میں لام کے بعد اتَّخَذْتَ کا الف محذوف ہے (جو مکی اور بصری کی قراءۃ کی مناسبت سے ہے) ع۹ خَرَاجًا ع۱۰ و مؤمنون ع۴ میں بعض میں الف ہے اور بعض میں نہیں ہے اور یہ را کے بعد والا الف شفا کی قراءۃ ہے۔ اور فَخَرَاجُ رَبِّكَ مؤمنون ع۴ میں سبھی قرآنوں میں الف ہے البتہ سخاوی فرماتے ہیں کہ میں نے شامی قرآنوں میں اس کو بھی حذف الف سے دیکھا ہے (اور شامی کی قراءۃ بھی حذفِ الف سے فَخَرْجُ ہے) ع۱ قَالَ اٰتُوْنِيْ اور رَدْمَانِ اٰتُوْنِيْ ع۱۴ میں تمام قرآنوں میں وہ یا نہیں ہے۔ جو اِيْتُوْنِيْ میں ہوتی ہے (رَدْمَانِ اٰتُوْنِيْ شعبہ کی اور قَالَ اٰتُوْنِيْ شعبہ و حمزہ کی قراءۃ ہے) ع۱۱ مَكَّنَّنِيْ مکی کی رسم ہے ع۱۲ كَلِمٰتُ رَبِّيْ ع۱۳:

مریم علیہا السلام سے اخر قرآن تک

ع۱ خَلَقْتُكَ ع۲ (اخوین) کی قراۃ کی رُو سے) ع۲ تُسٰقِطْ ع۵ (مریم) ع۱ اِخْتَرْتُكَ ع۱ (حمزہ کی قراءۃ کی رُو سے) ع۲ الْاَرْضَ مِهٰدًا ع۱۱ یہاں وزخرف ع۱ میں (جو کفی کے غیر کی قراءۃ ہے) اور نباء ع۱ میں بھی حذف الف سے ہے جو اختصار کی بناء پر ہے ع۳ لَا تَخٰفُ دَرَكًا ع۱۳ ع۴ مِخْلَفٌ ع۴ وَّوَعْدَكُمْ ع۱۳ ع۴ ع۵ فَلَا يَخٰفُ ع۱۵ ع۶ (طٰہٰ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع۱ قُلْ رَّبِّیْ ع۔ رائیہ کی رُو سے حذف الف کوفی کے غیر کی رسم ہے لیکن ہمارے عام قرآنوں میں بھی اسی طرح حذفِ الف ہی سے ہے۔ حالانکہ ان میں کوفی قراءۃ لکھی ہوئی ہے اور اس میں صحب رح کے ماسوا کی قراءۃ حذف الف سے ہے پس یہ حذف شعبہ کوفی کی قراءۃ کے شمول کی بنا پر ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاں کوفی قرآ کے دو فریق ہوں مثلاً عَمِلَتْهُ غیر کوفی تَشْتَهِيهِ (مدنی شامی) ان میں اکثر جگہ دوسرے مصاحف کی رسم لی ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ع۲ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ ع کے بجائے اَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ مکی کی رسم ہے ع۳ جُذٰذًا ع۴ الْخَبٰٓئِثَ ع۵ يُسٰرِعُوْنَ ع مؤمنون ع۶ صرف ان دونوں ہی میں نہ کہ آل عمران، مائدہ میں بھی ع۶ وَحَرٰمٌ ع (صرف اسی سورت میں) ع۷ قُلْ رَّبِّ احْكُمْ ع (انبیاء) ع۱ سُكٰرٰى دونوں ع ع۲ لُؤْلُؤًا ع۳ میں یہاں دوسری واؤ کے بعد بالاتفاق الف مرسوم ہے اور فاطر و دھر والے میں اس الف کے لکھے جانے میں خُلف ہے (چنانچہ فاطر میں غیر امام میں اور دھر میں صرف مدنی، بصری میں اثبات ہے) اور اللُّؤْلُؤُ میں ہمارے عام مصاحف میں کسی جگہ الف مرسوم نہیں ہے اور مدنی مصحف میں سبھی میں الف ہے ع۳ يُدٰفِعُ ع بخلف ع۴ يُقٰتَلُوْنَ ع ع۵ مُعٰجِزِيْنَ یہاں ع اور سبا ع ۵ میں (الحج) ع۱ عِظٰمًا اور الْعِظٰمَ ع ع۲ سٰمِرًا ع۳ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، ع۵ کے تینوں موقعوں میں

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے آخری دو میں سَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ بصری اور امام کی رسم ہے ع۴
قُلْ كَمْ اور قُلْ اِنْ ع۶ میں کوفی کی رسم الف کے حذف سے
ہے (مؤمنون) ع۱ خِلٰلِهٖ ع۱۲ اور روم ع۵ میں (النور) ع۱ وَنُزِّلَ
الْمَلٰٓئِكَةُ کی بجائے وَنُزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ مکی کی رسم ہے ع۲
الرِّيٰحَ ع۵ نصیر سے الف کے ساتھ اور نافع سے حذفِ الف
سے ہے ع۳ سِرَاجًا ع۶ بِخُلْفٍ یہ نصیر کی روایت ہے ع۴
وَذُرِّيّٰتِنَا ع۶ نیز ذُرِّيّٰتِهِمْ یٰس، غافر، طور میں: یہاں مازنیؒ
صحبہؒ کی اور یٰس ع۳ میں عمؒ یعقوبؒ کی اور طور کے پہلے موقع میں
بصریؒ، شامیؒ کی اور دوسرے میں عمؒ، بصری کی قراءۃ الف سے ہے
(فرقان) ع۱ لَحٰفِرُوْنَ ع۴ ع۲ فٰرِهِيْنَ ع۱۲ ان دونوں ۲ میں
حذف اثبات دونوں ہیں اور شاطبیؒ کے یہاں حذف راجح و قوی ہے۔
ع۳ وَتَوَكَّلْ کے بجائے فَتَوَكَّلْ فاسے مدنی اور شامی کی رسم ہے
(شعراء) ع۱ اٰيٰتُنَا ع۱۲ ع۲ اَوَلَمْ يَاْتِهِمْ ع۱۲ دونوں سے مکی
کی رسم ہے ع۳ فَنٰظِرَةٌ ع۳ بِخُلْفٍ ع۴ طٰٓئِرُكُمْ ع۱۹
ع۵ بَلِ ادّٰرَكَ ع۵ ع۶ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ع۶ میں اِنَّنَا
دونوں سے شامی کی رسم ہے ع۷ بِهٰدِي الْعُمْيِ دونوں جگہ
بِخُلْفٍ (نمل) ع۱ فِرْعَوْنَ ع۲ ع۲ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْ کے
بجائے قَالَ مُوْسٰى رَبِّيْ واؤ کے بغیر مکی کی رسم ہے ع۳ سِحْرٰنِ
ع۴ بِخُلْفٍ ع۴ تَظٰهَرَا ع۵ (قصص) اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ع۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(عنکبوت) ع۱ وَفِصٰلُهٗ ع۲ (واحقاف ع۲) ع۲ وَلَا تُصَعِّرْ ع۲ (ابنانؒ وعاصمؒ اور ثویؒ کے غیر کی قراءۃ الف سے ہے) (لقمٰن) ع۱ تُظْهِرُوْنَ ع۲ اور يُظْهِرُوْنَ مجادلہ ع۲ ع۲ الظُّنُوْنَا ع۱۸ الرَّسُوْلَا اور السَّبِيْلَا ع۵ تینوںؔ میں تمام قرآنوں میں الف مرسوم ہے۔ ع۴ يَسْأَلُوْنَ ع۲ بخُلْفٍ اور باقی سب جگہ ہمزہ بے صورت ہے (احزاب) ع۱ عٰلِمُ الْغَيْبِ ع۱ ع۲ مَسٰكِنِهِمْ ع۳ وَهَلْ نُجٰزِيْ ع۲ ع۴ بَعِدَ ع۲ (سبا) بَيِّنٰتٍ ع۵ (فاطر) میں اثبات وحذف دونوں ہیں اور حذف اکثر ہے۔ ع۱ وَمَا عَمِلَتْ اَيْدِيْهِمْ ع۳ تا کے بعد والی ہا کے حذف سے کوفی کی رسم (اور صحبہؓ کی قراءۃ) ہے ع۲ فٰكِهُوْنَ یہاں ع۴ میں اور فٰكِهِيْنَ (دخان ؛ طور؛ تطفیف) میں بخُلْفٍ ع۳ بِقٰدِرٍ یہاں ع۵ واحقاف ع۴ (اور ہمارے عام قرآنوں میں قیمہ والا بھی حذف الف سے) (یٰسٓ) ع۱ اَثَرِهِمْ صٰفّٰتٍ ع۲ (ع۲ اِلْيَاسَ اور اِلْ يَاسِيْنَ ع۴ میں الف مرسوم ہے) ع۱ كَذِبٌ (صرف زمر ع۱ میں) ع۲ عِبٰدَهٗ ع۴ بخُلْفٍ (یہ شفاؒ و یزیدیؒ کی قراءۃ ہے) ع۳ تَاْمُرُوْنِّيْٓ ع۴ دونوں سے شامیؒ کی رسم ہے ع۴ جَآىٔءَ ع۴ اور فجر میں دونوں جگہ ایک زائد الف سے (زمر) ع۱ كَلِمٰتُ ع۱ (عمؒ کی قراءۃ ہے) ع۲ اَشَدَّ مِنْكُمْ شامی کی رسم ہے ع۳ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ کوفی کی رسم ہے۔ اور باقی مصاحف میں وَاَنْ ہے (جو کوفیؒ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت

www.KitaboSunnat.com

یعقوبؒ کے ماسوا کی قراءۃ ہے۔) ع۴ وَالسَّلْسِلُ ع۱۳ (مؤمن) ع۱ سَمٰوٰتٍ ع۱۴ میں صرف اسی جگہ واؤ کے بعد الف مرسوم ہے۔ اس کے علاوہ باقی سب جگہ سَمٰوٰتٍ : اَلسَّمٰوٰتِ کے دونوں ۲ الف محذوف ہیں ع۲ مِنْ ثَمَرٰتٍ ع۶ (فصلت) ع۱ فَبِمَا كَسَبَتْ ع۴ کی بجائے بِمَا كَسَبَتْ فَا کے بغیر مدنیؒ اور شامیؒ کی رسم ہے: ع۲ اَلرِّيٰحَ ع۴ (مدنیؒ کی قراءۃ الف سے ہے) ع۳ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ ع۴ اور نجم ع۲ (نہ کہ كَبٰٓئِرَ مَا تَنْهَوْنَ نساء ع۵ میں بھی) (شوریٰ) ع۱ اَلْاَرْضَ مِهٰدًا ع۱ جو کوفیؒ کے غیر کی قراءۃ ہے ع۱ هُمْ عِبٰدُ ع۲ قُلْ اَوَلَوْ ع۴ اَسْوِرَةٌ ع۵ (جو حفصؒ یعقوبؒ کے غیر کی قراءۃ ہے) ع۵ يٰعِبَادِ لَا ع۱۳ کی بجائے يٰعِبَادِيْ لَا دال کے بعد یا کے ساتھ اور ع۶ تَشْتَهِيْ کی بجائے تَشْتَهِيْهِ یہ دونوں مدنیؒ اور شامیؒ کی رسم ہے۔ يٰعِبَادِيْ میں دال کے بعد یا عمؒ ابن کثیرؒ شعبہؒ کی اور تَشْتَهِيْ میں یا کے بعد ہا عمؒ ابن کثیرؒ حفصؒ کی قراءۃ ہے (زخرف) غِشٰوَةٌ ع۱۹ ع۳ صرف یہاں جاثیہ میں نہ کہ بقرہ ع۱ میں بھی ع۱ اَثَرَةٍ ع۲ اِحْسَانًا دو الفوں کے ساتھ کوفی کی رسم ہے۔ اور باقی میں حُسْنًا ہے (اور ہمارے یہاں کے عام مصاحف میں سین کے اوپر کھڑا زبر لکھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور ممکن ہے کہ اس میں شمول کی رعایت ملحوظ ہو۔ کیوں کہ اس صورت میں تو حُسْنًا کی قراءۃ کے لیے ایک ہی مخالفت لازم آتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہمزہ ثابت ہے اور یہ قابل تحمل ہے اس بنا پر کہ ہمزہ رسماً حاے منفصل ہے اور اگر اس کو اِحسَانًا لکھتے تو حُسنًا کی قراۃ کے نکالنے کے لیے رسم کی دو مخالفتوں کا مرتکب ہونا لازم آتا جو قابل تحمل نہیں: واللہ اعلم (احقاف) قٰتَلُوْا ع۵ (محمد) ۱ بِمَا عٰهَدَ ع۹ ۲ شَطْاَهٗ ع۱۲ (فتح) اَللّٰتَ نجم ع۵ خُشَّعًا بِخُلْفٍ صرف (قمر) میں اور یہ بصریؒ اور شفاؒ کی قراۃ ہے (قمر) ذُوالْعُصُفِ کی بجائے ذَاالْعَصْفِ اور ذِی الْجَلٰلِ کے بجائے ذُوالْجَلٰلِ شامی کی رسم ہے۔ تُكَذِّبَانِ بِخُلْفٍ (الرحمٰن) بِمَوَاقِعِ بِخُلْفٍ (واقعہ) ۱ وَكُلًّا وَّعَدَ کی بجائے وَكُلٌّ شامی کی رسم ہے ۲ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَالْغَنِيُّ کی بجائے فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ ع۱۹ مدنی اور شامی کی رسم ہے (حدید) ۱ تَظٰهَرَا ع۱۹ ۲ بِكَلِمٰتِ ع۲ (تحریم) ۳ اَنْ تَبَارَكَ ع۲ (قلم) ۱ الْمَشْرِقِ ۲ وَالْمَغْرِبِ (صرف معارج ع۲ ہی میں) ۲ قُلْ اِنَّمَا بِخُلْفٍ یہ عاصمؒ۔ حمزہؒ۔ یزیدؒ کے غیر کی قراۃ ہے (جن) ۱ سَلٰسِلَا میں دوسرے لام کے بعد اور دوسرے قَوَارِيْرَا میں دوسری را کے بعد الف کے لکھے جانے میں خُلف ہے۔ اور ہمارے عام قرآنوں میں دونوں الف سے ہیں چنانچہ سَلٰسِلَا میں تمام قرآنوں میں دوسرے لام کے بعد الف ثابت ہے لیکن نصیر کی ایک روایت پر و نیز سخاوی کی تصریح کی رُو سے شامی میں حذف ہے اور دوسرے قَوَارِيْرَا میں مدنی؛ کوفی؛ شامی کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہاں بالاتفاق اور مکیؒ: بصری: میں صرف ایک قول پر الف ثابت ہے اور امام میں یہ الف محذوف ہے) اور پہلے قَوَارِيرَا میں دوسری را کے بعد بالاتفاق الف مرسوم ہے اور سَلَاسِلَا میں پہلے لام کے بعد والا الف بالاتفاق محذوف اور دونوں قَوَارِيرَا میں واؤ کے بعد الف بالاتفاق مرسوم ہے ۲ عَلَيْهِمْ (ہر) جملتٌ بخلف اور لام کے بعد والا الف جو صحبٌ کے غیر کی قراءۃ ہے بالاتفاق محذوف ہے (مرسلت) ۱ الْأَرْضَ مِهَادًا ع ۲ وَلَاكِنَّ بَاضِرَّةٌ ع والا ۃ ع والا بھی اشباً) ۲ بِضَنِينٍ تمام قرآنوں میں ضاد سے ہے اور جبرؒ: کسائیؒ: رُوَيْسٌ کے لیے بِظَنِينٍ ظا سے ہے (تکویر) چونکہ صدر اول کے قرآنوں میں ضاد اور ظا میں یہ فرق تھا کہ ضاد کا سرا ظا سے قدرے چھوٹا ہوتا تھا: یوں سمجھو کہ ضاد کے سرے کی سپیدی کے بعد والا سرا ضاد میں سیدھا اور ظا میں کسی قدر مڑا ہوا ہوتا تھا و نیز ظا کے سر کی سپیدی زیادہ اور ضاد کے سرے کی کم ہوتی تھی (یعنی ض (ضاد) ظ (ظا) پس اس فرق سے وہ حضرات ضاد اور ظا میں تمیز کر لیتے تھے اور چونکہ یہ خاص فرق نہ تھا اس لیے اس کی رسم کے بارے میں ضاد پر ہی اتفاق ہو گیا اور یہ جو ظا کی موجودہ رسم ہے کہ اس کی سپیدی کے اوپر ایک الف بھی ہے یہ بعد کے لوگوں نے حرکات اور نقاط کی طرح آسانی کی غرض سے لگانا شروع کر دیا تھا۔ جو برابر چلا آ رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱ خِتٰمُهٗ (تطفیف) ۲ وَلَا تَحٰضُّوْنَ ۳ فِیْ عِبٰدِیْ (فجر۔ اِطْعٰمٌ صرف بلد) ۴ وَلَا یَخَافُ کی بجائے فَلَا یَخَافُ مدنی اور شامی کی رسم ہے (الشمس) ۵ اَرَءَیْتَ اَفَرَءَیْتَ : اَرَءَیْتُمْ : اَفَرَءَیْتُمْ : اَرَءَیْتُمُ میں خُلف ہے۔ یعنی بعض قرآنوں میں ہمزہ بشکل الف اور بعض میں بے صورت ہے (علق) ۶ لِاِیْلٰفِ اور اَلْفِهِمْ (قریش)

اب اصول کا بیان شروع ہوتا ہے

اور چونکہ فنّ قرآت میں اصول کم اور فروش زیادہ ہیں۔ اور رسم میں اس کا عکس ہے اس لیے قرآت میں اصول کو اور رسم میں فروش کو پہلے بیان کرتے ہیں۔

اُصُول

اُن کے چھ حصّے ہیں

پہلا حصّہ

الف کے حذف و اثبات کے بیان میں : اس میں پانچ فصلیں اور ایک تتمہ ہے :

فصل (۱)

ان کلمات کا بیان جن میں اصل تو رسماً الف کا اثبات ہے، لیکن ان میں سے بعض میں کلیہ کے طور پر اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض میں مخصوص مقامات میں الف کا رسماً حذف بھی آیا ہے۔ پس یہاں ہر نمبر کے شروع میں ایک دو اور اس کی مثال لائی جائے گی اور اس کے بعد قوسین میں اس کے مستثنیات ذکر کیے جائیں گے۔

۱ فَاعِلٌ جیسے کَاتِبٌ وغیرہ بَاطِلٌ اعراف: ہود ع۲
۲ طَائِرُ ہر جگہ ع۳ اَلْکٰفِرُ (رعد) کنزؒ: یعقوبؒ کے ماسوا کے لیے اور ہمارے قرآنوں کے اعتبار سے نبارع والا بھی ع۴ سٰمِرًا (مؤمنون) ع۵ فٰرِغًا (قصص) ع۶ عٰلِمِ ہر جگہ ع۷ صٰلِحُ اور اس قسم کے وہ کلمات جو عَلَم ہیں ع۸ کٰذِبٌ زمر ع۹ سٰحِرٌ اور سَاحِرٍ (اعراف) میں بعض میں الف سین کے بعد ہے اور بعض میں حا کے بعد ہے اور دانیؒ اور نصیرؒ کی روایت کی رُو سے بلا الف ہے۔ اور ہمارے عام مصاحف کے اعتبار سے ذٰریٰت ع۲ میں سَاحِرٌ الف سے اور باقی سب جگہ بلا الف ہے۔ اور مائدہ ع۵ ویونس ع۱۵ وہود ع۱ کا ذکر فرش الحروف میں مائدہ میں آچکا ہے وہاں دیکھ لیں۔ ع۱ مٰلِكِ (فاتحہ) اور مَلِكَ الْمُلْكِ (آل عمران) ع۱۱ طٰٓئِفٌ (صرف اعراف) ع۱۲ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ (مائدہ) ع۱۳ فٰلِقُ الْحَبِّ بِخُلْفٍ (انعام) ع۱۴ وَجٰعِلُ الَّيْلَ کوفیؒ کے ماسوا کے لیے بخلف (انعام) ع۱۵ بِهٰدِ الْعُمْيِ (دونوں جگہ) ع۱۶ بِقٰدِرٍ (تینوں جگہ) ع۱۷ خٰشِعًا (قمر) بصریؒ: شفاؒ کی قراءۃ میں ع۱۸ عٰلِيَهُمْ (دہر) حٰفِظًا (یوسف) ع۱۹ خٰلِقُ ابراہیم ع۱۵ ونور ع۶ میں شفاؒ کی قراءۃ کی رُو سے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲ فَاعِلَةٌ : جیسے کَاذِبَةٌ وغیرہ (الصّٰعِقَةُ اور صٰعِقَةٌ میں ہر جگہ اَقْسِیَةٌ (مائدہ) (اَکِیَةٌ کنزٌ وروحٌ کے غیر کی قراءۃ کی رو سے حٰمِیَةٌ شامیؒ صحبہ یزیدیؒ کی قراءۃ کی رُو سے (کہف) فَنٰظِرَةٌ (نمل) نٰخِرَةٌ صحبہ وروسیں کی قراءۃ کی رُو سے (نٰزعٰت)

۳ فَعَالٌ : جیسے شَرَابًا : طَعَامًا : ثَوَابًا (سَلٰمٌ : اور السَّلٰم ہر جگہ : بَلٰغٌ ہر جگہ حَرَامٌ صرف انبیاء میں ، حَلَالٌ ہر جگہ ضَلٰلٌ اور الضَّلٰل ہر جگہ : ثَلٰثٌ : ثَلٰثِیْنَ ہر جگہ کَلَامَ صرف فتحنا میں خَرَاجًا شفاؒ کی قراءۃ میں (کہف و مؤمنون) فَخَرَاجُ (مؤمنون) الْجُلَال ہر جگہ اَلْبَلٰٓؤُا اور بَلٰٓؤُا : جَزَآءُ مائدہ ع۵ شوریٰ و حشر میں بلا خلاف اور کہف ، طٰہٰ : زمر میں بخلاف)

(فائدہ : جن کلمات میں دو لاموں کے درمیان الف ہے۔ خواہ وہ اس وزن میں ہو یا کسی اور وزن میں سب میں کلیہ کے طور پر الف رسماً محذوف ہوتا ہے جیسے الْجَلَال : الضَّلَالَةُ : سُلَالَةٍ : ظِلَال خِلَال : اَلْکَلَالَة : الْاَغْلَال :)

۴ فُعَالٌ : جیسے اُجَاجٌ وغیرہ (غُلٰمٌ ہر جگہ : اور بِغُلٰمَیْنِ : جُذَاذًا (انبیاء) ثُلُثَ رُبُعَ ہر جگہ تُرَابًا (صرف تین جگہ ۱ رعد ع ۲ نمل ع ۳ نبا ع) دُعَآءُ صرف مؤمن ع ۱ میں

۵ فِعَالٌ : جیسے حِسَابٌ : قِتَالٌ (کِتٰبٌ ہر جگہ لیکن ان چار مواقع میں الف سے ہے ۱ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (رعد) ع ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ (حجر) ع۳ مِنْ کِتَابِ رَبِّكَ (کہف) ع۴ وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ (نمل) وَلَا کِذّٰبًا کسائیؒ کی قراءۃ کی رُو سے (نبا) خِلٰلٌ ہر جگہ: عِبْدَنَا (ص ع۴) عِبْدِیْ (فجر) عِبْدَهٗ (زمر) جو شفاؒ: یزیدؒ کے لیے ہے: عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ (زخرف) الرِّیٰحَ ہمارے عام مصاحف کے اعتبار سے رُوم کے پہلے الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ ع۵ میں الف سے۔ اور باقی سب جگہ بلا الف ہے۔ اور رائیہ کی رُو سے حجر: کہف: فرقان: میں دونوں وجوہ ہیں عِظٰمًا اور الْعِظٰمَ (مؤمنون) ع سِرٰجًا (فرقان) دِفْءٌ دونوں جگہ حمدانیؒ: یعقوبؒ کے لیے ہے: فَرِهٰنٌ (بقرہ) ضِعٰفًا (نساء) خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (توبہ) خِلٰفَكَ (اسرا) شامیؒ: صحبؒ: یعقوبؒ کی قراءۃ کی رُو سے۔ اور ہمارے قرآنوں کے لحاظ سے اِنْثًا صرف نساء ع۵۔ اِلٰهٌ ہر جگہ۔ الْاَرْضَ مِهٰدًا (طٰہٰ ع۲ وزخرف ونباء) اور الْاَرْض کے بعد مِهٰدًا انہی تین جگہ آیا ہے۔ پس ان تین کے علاوہ باقی سب جگہ الف مرسوم ہے۔ اور ان تین میں سے طٰہٰ اور زخرف میں کفیؒ کے غیر کی اور نبا میں سبھی کی قراءۃ الف سے ہے لِاِیْلٰفِ شامیؒ کی اور اِلْفِهِمْ یزیدؒ کی قراءۃ کی رُو سے جدِ حشر ع۲ جو جرؒ کی قراءۃ ہے۔ خِتٰمُهٗ تطفیف وَفِصٰلُهٗ (لقمٰن و احقاف) قِیٰمًا (نساء ومائدہ) ع۵ فَعَّالٌ: جیسے غَسَّاقًا، عَلَّام وغیرہ (عٰلِمِ سبا اخوین کی قراءۃ میں) الْخَلّٰقُ (حجر ویٰسٓ) سَحّٰرٌ اعراف ع۱۴ ویونس ع۱۳ میں شفا کی قراءۃ میں ع۷ فُعَّالٌ: جیسے الْفُجَّارُ وغیرہ (اَلْکُفَّرُ رعد)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۸ فَعَّالٌ : جیسے کِذَّابًا نباءً وغیرہ (کِذَّابًا ع۲)
۹ فَعَالٰی : جیسے الْحَوَایَا وغیرہ (اَلْیَتٰمٰی : النَّصٰرٰی خَطٰیٰکُمْ : خَطٰیٰهُمْ : خَطٰیٰنَا)
۱۰ فُعَالٰی : جیسے فُرَادٰی وغیرہ (سُکٰرٰی دونوں حج میں نہ کہ نساء والا بھی : اُسٰرٰی اور الْاُسٰرٰی تینوں جگہ)
۱۱ فَعَائِل : جیسے الشَّمَآئِلِ : شَعَآئِر وغیرہ (خَلَآئِفَ ہر جگہ اَلْخَبٰٓئِثَ دونوں : مَلٰٓئِکَتِہٖ اور کَبٰٓئِرَ شوریٰ ونجم نہ کہ نساء ع۵ والا بھی)
۱۲ فُعَلَآءُ : جیسے رُحَمَآءُ : خُلَفَآءُ وغیرہ (شُرَکَآءُ صرف انعام ع۴ وشوریٰ ع۳ میں الضُّعَفَآءُ صرف الف لام والا جو ابراہیم ع۳ ومؤمن ع۵ میں ہے : بُرَءٰٓؤُا : لُعَلَمٰٓؤُا : عُلَمٰٓؤُا : شُفَعٰٓؤُا صرف رُوم ع۲ میں)
۱۳ فَعَالِلُ : جیسے الْحَنَاجِرِ : الصَّفَادِعَ وغیرہ سَلٰسِلَ اور السَّلٰسِلِ)
۱۴ فَعَالِیْل : جیسے قَرَاطِیْسَ وَالْخَنَازِیْرَ (الشَّیٰطِیْنِ)
۱۵ مَفَاعِل : جیسے الْمَقَابِرَ وغیرہ (مَسٰکِنَ ہر جگہ مَسٰجِدَ ہر جگہ الْمَشَارِقِ : اَلْمَغَارِبِ صرف معارج میں بِمَوَاقِعِ (واقعہ) (یخلف) فِی الْمَجٰلِسِ مجادلہ)
۱۶ مَفَاعِیْل : جیسے بِمَصَابِیْحَ وغیرہ (مَسٰکِیْنَ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۷ اَفَاعِل : جیسے اَلْاَنَامِل وغیرہ اَکْبِرَ انعام ع۱۵)
۱۸ اَفَاعِیْل : جیسے اَسَاطِیْر اَلْاَقَاوِیْل
۱۹ مِفْعَال : جیسے اَلْمِیْثَاقُ وغیرہ اِلَی الْمِیْعَادِ - انفال
اور مِیْکٰل میں الف بشکل یا ہے اور یہ صورتاً مِفْعَال کا وزن ہے نہ کہ حقیقتاً بھی۔
۲۰ فَعَالَة : جیسے اَلْعَدَاوَة : جَهَالَة وغیرہ (کَلَالَة)
الضَّلَالَة : شَقْوَتُنَا (مؤمنون) شفا کی قراءۃ کی رُو سے بِشَهَدَتِهِمْ (معارج) حفصؒ و یعقوبؒ کے غیر کی قراءۃ کی رُو سے اُشْرَةٍ (احقاف)
۲۱ فَعَّالَة : جیسے حَمَّالَة - كَفَّارَةُ وغیرہ
۲۲ فُعَالَة : جیسے اَلزُّجَاجَةُ وغیرہ (سُلَالَة)
۲۳ فِعَالَة : جیسے رِسَالَةَ رَبِّیْ اعراف ع۱۴ وغیرہ۔
(جِمٰلَتٌ (مرسلٰت) بخلف : اَلْقِیٰمَة ہر جگہ اور رِسٰلَتَهٗ مائدہ ع۱۴ میں عمؒ ؛ شعبہؒ ؛ یعقوبؒ کے غیر کی اور انعام ع۱۵ میں مکیؒ اور حفصؒ کی قراءۃ کی رُو سے باقی سب کے لیے دونوں جگہ رِسٰلٰتِهٖ ہے جمع کے صیغے سے۔ غِشٰوَةٌ صرف جاثیہ ع۳)
۲۴ فَعْلَانُ : جیسے اَلظَّمْاٰنُ (اَلرَّحْمٰنُ : اَلشَّیْطٰنِ)
۲۵ فُعْلَانُ : جیسے بُنْیَان : طُغْیَان وغیرہ (سُلْطٰنٌ : قُرْاٰنٌ
صرف یوسف : زخرف ع۱) اور باقی سب جگہ ہمارے عام مصاحف میں قُرْاٰنٌ ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کی رسم قُرْءَانٌ ہو سُبْحٰن اسرا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع کے سوا باقی سب جگہ ہم
۲۶ اَفْعَال : جیسے اَلْاَبْرَار (الانفطار : اَصْحٰب : اَلْف بِاَیْدِ اللّٰہِ (ابراہیم) اَشِرْ (روم ع) اَشْرِهِمْ (صرف صفت) اَصْرَهُمْ شامیؒ کی قراءۃ میں : اَبْنٰٓؤُا بُخْلِفِ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ صرف مائدہ ع میں بخلف وَاَتْبِعْكَ ع (شعرا) یعقوبؒ کی قراءۃ کی رُو سے
۲۷ اِفْعَال : اور اس کے صیغے جیسے اَلْاِكْرَام (فَاَزْلَهُمَا۔ حمزہؒ کی قراءۃ کی رُو سے لِاِیْلٰفِ : اَلْفِهِمْ : اَوْاِطْعٰمٌ (صرف بلد میں)
۲۸ تَفَاعُل : اور اس کے صیغے جیسے تَخَاصُمُ اور تَعَاسَرْتُمْ وغیرہ : (تَبٰرَكَ ہر جگہ : تَدٰرَكَهٗ : تَسْقُطُ حمزہؒ کی قراءۃ میں تَشَبَّهَ صرف بقرہ ع : تَزٰوَرُ (کہف) تَظٰهَرُوْنَ (بقرہ) تَظٰهَرَا (قصص و تحریم) اور تَظٰهَرُوْنَ احزاب میں شفاؒ کی قراءۃ میں تَعْلٰى ہر جگہ تَفٰوُتٍ (ملک) وَلَا تَحٰضُّوْنَ : وَيَتَنٰجَوْنَ : فَلَا تَتَنٰجَوْا (مجادلہ)
۲۹ اِفْتِعَال : اور اس کے صیغے جیسے اِثَّاقَلْتُمْ وغیرہ۔ (فَادّٰرَءْتُمْ : بَلِ ادّٰرَكَ اور اَنْ يَّصّٰلَحَا کفیؒ کے غیر کی قراءۃ کی رُو سے : يَسْقُطْ سماؒ۔ شامیؒ۔ شعبہؒ۔ رویسؒ کی قراءۃ کی رُو سے تَزٰوَرُ حرمیؒ۔ مازنیؒ کی قراءۃ کی رُو سے تَظٰهَرُوْنَ (احزاب) شامیؒ کی اور يَظّٰهَرُوْنَ شامیؒ : شفاؒ : یزیدیؒ کی قراءۃ پر اور تَظٰهَرُوْنَ (بقرہ) میں کفیؒ کے غیر
۳۰ فَوَاعِل جیسے اَلْفَوَاحِش : اَلْقَوَاعِد : اَلصَّوَاعِق وغیرہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۱ فَوَاعِيل : جیسے قَوَارِيْر :

۳۲ مُفَاعَلَة : اور اس کے صیغے جیسے جَادَلْتُمْ وغیرہ یُخٰدِعُوْنَ ہر جگہ دِفْعُ : وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ : يُقٰتِلُوْكُمْ : قٰتَلُوْكُمْ (بقرہ) وَيُقٰتِلُوْنَ الَّذِيْنَ بخلف حمزہؒ کی قراءۃ کی رُو سے وَقٰتَلُوْا (آل عمران) لَقٰتَلُوْكُمْ : فَلَمْ يُقٰتِلُوْكُمْ وَالَّذِيْنَ قٰتَلُوْا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بصریؒ حفصؒ : کے ماسوا کے لیے يُقٰتَلُوْنَ حج ع : بَعِدَ (سبا) عٰقَدَتْ (نساء) کوفیؒ کے غیر کے لیے : مُضٰعَفَةً اور اس کے صیغے بخلف : عٰقَدْتُمْ (انعام ع ۱۱) ابن ذکوانؒ کی روایت کی رو سے يُسٰرِعُوْنَ صرف انبیاء و مؤمنون میں : يُظٰهِرُوْنَ (احزاب و مجادلہ) حَتّٰى يُلَقُّوْا : مُلَقُّوْا : مُلٰقِ حِسَابِيَهْ وغیرہ : وٰعَدْنَا عٰهَدُوْا : عٰهَدَ اور مُبٰرَك ہر جگہ بٰرَكْنَا ہر جگہ نہ کہ بَارَكَ بھی مُعٰجِزِيْنَ (تینوں جگہ) وَهَلْ نُجٰزِيْ (سبا) فَلَا تُصٰحِبْنِيْ (کہف) قَرَنُوْا انعام ع ۲ و روم ع ۴ اخوینؒ کی قراءۃ کی رُو سے تُمَسُّوْهُنَّ تینوں جگہ شفاؒ کی قراءۃ کی رُو سے، وَلَا تُصٰعِرْ ع ۲ (لقمٰن) ابنانؒ؛ عاصمؒ ثویؒ کے غیر کی قراءۃ کی رُو سے : دَرَسْتَ ع ۱۹ (انعام) حبر کی قراءۃ کی رُو سے : لَمَسْتُمْ (نساء ع ۶ و مائدہ ع ۲) : اَفَتُمٰرُوْنَهٗ (نجم) مُرٰغَمًا (نساء) جُوْزِنَا دونوں جگہ تُسْقِطْ (مریم) يُدٰفِعُ بخلف (حج)

۳۳ قَالَ : ہر جگہ جیسے وَاِذْ قَالَ (قَلَ انبیاء ع ۱ : ع : درخرف ع ۲ و جن ع ۱ میں ایک ایک جگہ اور مؤمنون ع ۶ میں دو)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمارے عام قرآنوں کے اعتبار سے ان چھ عؤں میں الف محذوف ہے اور نَقْرَؤُهُ قُلْ اسراء ۹۴ میں مکی و شامی کی قراءۃ کی رُو سے جو الف ہے وہ مکی، شامی، مصاحف میں ثابت اور باقی مصاحف میں محذوف ہے

ع۳۴ : (ثلاثی مزید کے مصدر کا الف ہر جگہ ثابت ہوتا ہے) جیسے اِخْتِلَافًا: اِنْتِقَامٍ: اِسْتِكْبَارًا: اِسْتِغْفَارُ: اِنْفِصَامَ: اِتِّبَاعَ: اِسْتِعْجَالَهُمُ: اِنْبِعَاثُهُمُ: اِخْتِلَاقٌ: اِفْتِرَآءً: اِبْتِغَآءَ الْاِكْرَام: قِتَال: تَخَاصُمَ: تَفَاخُرَ: تَكَاثُرَ الْاِحْسَانِ بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا (خِتٰمُهُ: (اِطْعٰمٌ بلد) وَلَاكِذَّابًا ..... مِيعَادٌ ۲ لِاِيْلٰفِ الْفِهِمْ (قریش) دِفْعُ وغیرہ وہ مصادر جن کا استثنا اسی فصل میں آچکا ہے۔)

فصل (۲)

ذیل کے الفاظ قرآن میں ہر جگہ الف کے حذف سے لکھے ہوئے ہیں۔

ع۱ جو ہا تنبیہ کے لیے آتی ہے اس کا الف جیسے هَآ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ: هٰذَا هٰذِهٖ: هٰذَانِ: هٰتَيْنِ: هٰكَذَا: هٰهُنَا وغیرہ

ع۲ ندا والی یا کا الف جیسے يٰنُوْحُ: يٰعِبَادِ اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ وغیرہ

ع۳ ذٰلِكَ: ذٰلِكُمْ: ذٰلِكُنَّ میں ذال کے بعد کا الف

ع۴ اُولٰٓئِكَ: اُولٰٓئِكُمْ

ع۵ لٰكِنَّ: لٰكِنَّكُمْ

ع۶ شَيْطٰنِ الشَّيْطٰنُ اور الشَّيٰطِيْنَ ہر جگہ

ع۷ رفعی حالت میں تثنیہ کا الف جو کلمہ کے درمیان ہو جیسے اِمْرَاَتٰنِ اور رَجُلٰنِ (اور ہمارے عام قرآنوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں جو ھٰذٰنِ طٰہٰ ع۳ میں یہ الف بشکل یا (ھٰذَیْنِ) سے بے اصل ہے پس اگر تثنیہ کا الف کلمہ کے آخر میں ہو تو پھر ہر جگہ لکھا جاتا ہے۔ جیسے قَالَا دَعَوَا اور وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وغیرہ

اور اگر دو الف والا تثنیہ ہو جیسے الْوَالِدٰنِ: نَشَّاخَتٰنِ وغیرہ تو پہلا الف مرسوم ہوتا ہے البتہ لَسٰحِرٰنِ طٰہٰ ع۱۲ اور کوفی کے غیر کی قراءۃ کی رُو سے سٰحِرٰنِ قصص ع۵ میں پہلا الف بھی محذوف ہے۔ ع۵ جمع متکلم کی ضمیر میں نون کے بعد والا جب کہ کلمہ کے درمیان ہو یعنی الف کے بعد مفعول کی ضمیر آرہی ہو۔ جیسے اٰتَیْنٰہُ: اَنْجَیْنٰکُمْ اَغْوَیْنٰکُمْ: اَنْشَاْنٰھُنَّ وغیرہ۔ پس اگر جمع کی ضمیر کا الف کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کے بعد ضمیر نہ ہو تو پھر ہر جگہ لکھا جاتا جیسے وَکُلًّا ضَرَبْنَا لَہُ الْاَمْثَالَ فرقان ع۴ اور وَعَلَّمْنَا نمل ع۲ وغیرہ ع۹ اللّٰتَ نجم ع۱ ع۱۰ الّٰتِیْ ع۱۱ الّٰٓئِیْ ع۱۲ عدد والے اسم جیسے ثَلٰثَۃَ: ثَلٰثَ ثَلٰثِیْنَ: رُبٰعَ: ثُمٰنِیْنَ: ثُمٰنِیَ ع۱۳ الْاُوْلٰی اور الْاُخْرٰی میں ہر جگہ لیکن فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ جن ع۱ میں الف ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الف ہمزہ کی شکل ہو اور ہمزہ کے بعد والا الف حسب قاعدہ محذوف ہی ہو والشواحف ع۱۴ اَیُّھَا تین جگہ ۱ اَیَّتُہَا الْمُؤْمِنُوْنَ (نور ع۴) ۲ یٰٓاَیَّتُہَا السَّحِرُ (زخرف ع۵) ۳ اَیُّہَا الثَّقَلٰنِ (رحمٰن ع۲) میں بلا الف اور باقی سب جگہ الف سے آیا ہے ع۱۵ اٰیٰتُنَا: اٰیٰتِہٖ: اٰیٰتٌ .. کے دونوں الف ہر جگہ محذوف ہوتے ہیں ۲ البتہ جیسا کہ [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اٰیٰتُنَا اور اٰیَاتِنَا یونسؑ ع۲ و ع۳ میں یا کے بعد والا الف مرسوم ہے۔ ع۱۶ الْاَیْکَۃِ میں دو۲ جگہ ۱ اَصْحٰبُ لْـَٔیْکَۃِ (شعراء ع۱۲) ۲ (ص ع۱ میں) نہ لام سے پہلے الف ہے اور نہ لام کے بعد اور اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ (حجر ع۵ و ق ع۵) میں لام سے پہلے بھی الف ہے اور لام کے بعد بھی امام ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مصحف امام میں اسی طرح دیکھا ہے ع۱۷ جو اسمار عجمیہ کثرت سے آئے ہوں جیسے اِسْمٰعِیْل : اِبْرٰھِیْم ھٰرُوْن : اِسْحٰق : عِمْرٰن : لُقْمٰن : وغیرہ یہ سب بلا الف ہیں اور جن کا استعمال زیادہ نہیں ہے جیسے طَالُوْت : جَالُوْت : یَاجُوْج : مَاجُوْج : وغیرہ ان کا الف رسم میں آتا ہے۔ لیکن چار۴ اسماء ھَارُوْت : مَارُوْت بقرہ ع۱۲ ھَامٰن : قَارُوْن (عنکبوت ع۴) وغیرہ میں (باوجودیکہ ان کا استعمال قلیل ہے) مصاحف مختلف ہیں بعض میں الف ہے اور بعض میں نہیں ہے اور اول اکثر و مشہور ہے لیکن ھَامٰن میں میم کے بعد والا الف بالاتفاق مرسوم نہیں ہے۔

اور اِلْیَاس اور اِلْ یَاسِیْنَ میں بھی الف ثابت ہے۔

ع۱۸ اِسْرَآءِیْل میں مصاحف مختلف ہیں، بعض میں را کے بعد الف ہے اور بعض میں نہیں ہے اور ہمارے استعمال کے قرآنوں میں سب جگہ الف ہے) اور دَاوٗد میں ہر جگہ الف ہے ع۱۹ جمع سالم چاہے مذکر ہو یا مؤنث جو کثرت سے آتی ہو۔ اس میں بھی حذفِ الف پر اتفاق ہے اور نثر المرجان کی رُو سے کثرت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جمع کلام عرب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں کثرت سے آئی ہو گو قرآن میں ایک یا دو ہی جگہ آئی ہو۔ چنانچہ اللّٰعِنِیْن اور اللّٰعِنُوْنَ کے الف کے حذف پر اجماع ہے: حالانکہ دونوں ایک ایک جگہ آئے ہیں اور اس کی مثالیں اور بھی بہت سی ہیں۔

جمع سالم مذکر جیسے الْعٰلَمِیْنَ: الصّٰدِقِیْنَ: الْفٰسِقِیْنَ: الصّٰلِحُوْنَ الصّٰدِقُوْنَ: خٰسِئِیْنَ: وغیرہ: اور جمع سالم مؤنث: جیسے الْمُسْلِمٰتُ: ثَیِّبٰتٍ: ظُلُمٰتٌ۔ وغیرہ لیکن ان کے الف کے بعد اگر ہمزہ یا تشدید والا حرف آجائے جیسے خَآئِفِیْنَ: الْخَآئِنِیْنَ الضَّآلِّیْنَ وغیرہ تو پھر الف حجازی: شامی مصاحف میں بلا خلاف اور عراقی میں بخلاف لکھا جاتا ہے: البتہ اگر یہ جمع دو الف والی ہو تو پھر چاہے اس کے بعد ہمزہ و حرفِ مشدّد ہو یا نہ ہو جیسے: الصّٰلِحٰتُ الصّٰٓئِمٰتُ: الصّٰٓفّٰتُ وغیرہ تو اس حالت میں تمام مصاحف میں دونوں الف نہیں پائے گئے ہیں۔

تنبیہ: جمع مذکر و مؤنث سالم کے مستثنیات کے بیان میں:

س۱ رَوْضَاتِ (شوریٰ ع۳) س۲ طَاغُوْنَ (زُمر ع۱ وطور) س۳ سَاهُوْنَ (ذٰرِیٰت) س۴ کَاتِبِیْنَ (انفطار) س۵ الزَّاهِدِیْنَ (یوسف ع۲) س۶ الْغَاوِیْنَ ان چھ جموں میں الف ہے س۷ اٰیَاتُنَا (یونس ع۴) س۸ فِیْ اٰیَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ ع۳ میں یا کے بعد اور س۹ صَلَوَات اگر مضاف نہ ہو (بقرہ ع۱۹ و توبہ ع۱۳ و حج ع۶ وغیرہ) س۱۰ اور سَمٰوٰتٍ فصلت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واؤ کے بعد الف مرسوم ہے ۱۱ بَيِّنٰتٍ فاطر ع۴ میں اور ۱۲ جُمٰلٰتٌ مرسلٰت کے پہلے الف کے مرسوم ہونے میں خُلف ہے اور ۱۳ ہمارے مصاحف میں وَالْوَالِدٰ ثُ بقرہ ع۳ میں بھی پہلا الف مرسوم ہے اور ۱۴ سَاذُنِنَا شَامِیٌ : یعقوبؒ کی اور ۱۵ بِمَفَازَتِهِمْ صحبہؒ کی اور ۱۶ مَكَانَتِهِمْ شعبہؒ کی قراءۃ کی رُو سے دو الف والی جمع مؤنث ہیں۔ اس لیے ان میں دونوں الفوں کا حذف ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہمارے تمام مصاحف میں واحد کی قراءۃ کے اعتبار پہلا الف مرسوم ہے۔

الفصل (۳) : جن کلمات کے آخر میں دو زبر والا ہمزہ ہو۔ اور اس سے پہلے الف یا زبر ہو جیسے مَآءً : غُثَآءً : مَلْجَاً وغیرہ ان میں دو زبر والے حرف کے بعد جو الف لکھا جایا کرتا ہے وہ ہمزہ کے بعد مرسوم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس الف کے رسم میں آنے سے دو الف جمع ہو جائیں گے اور یہ ناپسندیدہ ہے - اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر ایسے ہمزہ سے پہلے الف نہ ہو تو اصل کے موافق بعد والا الف مرسوم ہوگا : جیسے جُزْءًا : سُوْٓءً ا پس ہمارے یہاں کے بعض قرآنوں میں اس حالت میں بھی الف کا نہ لکھنا اس اصل کے خلاف ہے اسی طرح تَرَآءَ کے ہمزہ کے بعد بھی الف مرسوم نہ ہوگا لیکن وقف کرتے وقت تَرَآءَا الف ہی کے ساتھ پڑھا جائے گا : اور جَآءَنَا : تَبَوَّاَ میں بھی ایک ہی الف مرسوم ہے۔ سَرَا سب جگہ یا کے بغیر ایک ہی الف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ لکھا ہوا ہے؛ لیکن دو جگہ ۱ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۲ لَقَدْ رَاٰی مِنْ نجم ۵ ع میں باتفاقِ مصاحفِ اہلِ امصار الف کی شکل والے ہمزہ کے بعد یا بھی لکھتے ہیں۔ اسی طرح اَسَآؤُا السُّوْاٰی رُوم ع ۴ میں بھی ہمزہ بشکل الف ہے اور اس کے بعد یا مرسوم ہے۔ اور نَبَّاَ ۲ دونوں ۲ جگہ بشکل الف ہے۔ اور اس میں یا مرسوم نہیں ہے۔

فصل (۴) وُہ کلمات جن کا الف لفظ یا کسی معنیٰ کی بناء پر ثابت ہے

(۱) مِائَةٌ اور مِائَتَيْنِ میں میم کے بعد (اور ۲) لِاِلٰفِ میں یزیدیؒ کی قراءۃ کی رُو سے پہلے لام کے بعد) الف کے مرسوم ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے نیز (۳) اَلرِّبٰوا (الف لام والے) میں اور (۴) اِنِ امْرُؤٌا نساء ع ۲۴ والے اور (۵) لَاتَظْمَؤُا: يَعْبَؤُا: تَفْتَؤُا: يَبْدَؤُا اور (۶) اَلضُّعَفٰؤُا (الف لام والا) اور ان کے مشابہ وہ کلمات جن کے آخر میں ہمزہ بصورت واؤ ہے۔ ان سب میں بھی الف مرسوم ہے۔ لیکن ہمارے عام قرآنوں میں اللُّؤْلُؤُ کے بعد کسی جگہ بھی الف مرسوم نہیں ہے اور مدنی مصاحف میں اس میں بھی الف ہے (۷) لِشَایْءٍ کہف ع ۴ کے سوا سب جگہ شَیْءٍ اسی طرح الف کے بغیر ہے اور (۸) جس جگہ فعل کے آخر میں واؤ ہو عام ہے کہ جمع کا ہو جیسے اٰمَنُوْا: سَابِقُوْا: اُدْعُوْا وغیرہ واحد کا ہو و نیز حرکت والا ہو جیسے اَوْيَعْفُوَا الَّذِیْ: لَنْ نَّدْعُوَا: لِتَتْلُوَا: نَبْلُوَا: وغیرہ: یا جزم والا ہو: جیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَتْلُوْا : يَدْعُوْا وغیرہ اس واؤ کے بعد ہر جگہ الف لکھا جاتا ہے :۔ ہاں اگر اس کے بعد ضمیر منصوب متصل آجائے تو الف مرسوم نہ ہوگا جیسے فَعَلُوْهُ وغیرہ : اور اگر منصوب متصل نہ ہو تو پھر مرسوم ہوگا : جیسے كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ نجم ع۳ اور غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ شوریٰ ع۵ ۔

اور اسی طرح (۹) جو واؤ رفع کی علامت ہو جیسے اُولُوا الْاَلْبَابِ وغیرہ اس کے بعد بھی الف لکھا جاتا ہے اور اس پر تمام قرآن متفق ہیں کہ (۱۰) بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ یونس ع۱۰ میں واؤ کے بعد الف لکھا ہوا ہے ۔

تنبیہ : ذُوْ کے واؤ کے بعد (جو مفرد مضاف میں رفع کی علامت ہوا کرتا ہے) بالاتفاق الف محذوف ہے ۔

مندرجۂ ذیل چھ کلمات میں جمع کے واؤ کے بعد والا الف رسم میں نہیں آتا ہے

۱ جَآءُوْ ہر جگہ ۲ بَآءُوْ بقرہ ع۱۲ و آل عمران ع۱۲ ۳ فَآءُوْ بقرہ ع۲۸ اور وجہ یہ ہے کہ ان تینوں میں جمع کے واؤ کے بعد الف لکھنے سے پہلے الف کے ساتھ تماثل کی سی صورت پیش آجاتی ہے اس لیے اس کو حذف کر دیا اور واؤ کے فاصلہ کو کالعدم سمجھ لیا : ۴ وَعَتَوْ صرف فرقان ع۳ میں ۵ سَعَوْ صرف سبا ع۱ والا ۔ ان دونوں میں الف کے حذف کی وجہ یہ ہے کہ فعل کے ما بعد کے ساتھ شدید اور پورے طور پر متصل ہونے سے کفار کی سرکشی اور مخالفتِ دین کا غلبہ اور اس کی کثرت ظاہر ہوتی ہے ۶ تَبَوَّؤُ الدَّارَ حشر ع۱ اور وجہ ما بعد کے ساتھ تماثل ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ سب

کتابوسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکات بعد الوقوع ہی ہیں نہ کہ حقیقی اسباب و عِلَل بھی کیونکہ حقیقی علّت تو توقیف و سماع ہے۔

اور ایک جگہ اصل کلمہ کی واؤ کے بعد بھی الف کے حذف پر اتفاق ہے اور وہ یہ ہے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ نساء ع ۱۴ :-

فائدہ :- مندرجۂ ذیل اٹھارہ الفاظ لکھنے میں تو آتے ہیں اور پڑھنے میں کسی وقت بھی نہیں آتے۔ اور وہ یہ ہیں :

اور ان کی پہچان کے لیے ان پر کاٹنی x کا نشان ہے : (۱) اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ (۲) لَاۡ اِلَى اللّٰهِ : (آل عمران ع ۱۵ و ع ۱۶) (۳) اَنْ تَبُوْٓءَا (مائدہ ع ۳) (۴) مِنْ تَبَاۡئِ (انعام ع ۴) یہ دونوں صرف بعض قرآنوں کی رُو سے ، (۵) وَمَلَاۡئِهٖ ہر جگہ (اعراف ع ۱۳ و یونس ع ۹ و ہود ع ۲ و مؤمنون ع ۳ و قصص ع ۴ و زخرف ع ۵) (۶) وَلَاۡ اَوْضَعُوْا (توبہ ع ۱۴) (۷) وَمَلَاۡئِهِمْ (یونس ع ۹) (۸) ثَمُوْدَاۡ ہر جگہ (ہود ع ۷ و فرقان ع ۴ و عنکبوت ع ۴ و نجم ع ۳) (۹) لِشَاۡئٍ (کہف ع ۴) (۱۰) اَفَاۡئِنْ مِّتَّ (انبیاء ع ۳) (۱۱) لَاۡ اَذْبَحَنَّهٗ (نمل ع ۲) (۱۲) لَاۡ اِلَى الْجَحِيْمِ (صٰفّٰت ع ۲) (۱۳) مِاۡئَةٌ : مِاۡئَتَيْنِ ہر جگہ (۱۴) وہ الف جو واؤ وغیرہ کے بعد جدائی کی غرض سے لکھا ہُوا ہو جیسے : قَالُوْاۡ اِمْرُؤٌاۡ : اَوْيَعْفُوَاۡ : لِتَتْلُوَاۡ : لَنْ نَّدْعُوَاۡ : وَاَنْ اتْلُوَاۡ : لِيَرْبُوَاۡ لِيَبْلُوَاۡ : وَنَبْلُوَاۡ : وغیرہ (۱۵) وہ الف جو نون قطنی سے پہلے لکھا ~~جیسے جمعان النون وغیرہ~~ (۱۶) وَلَاتَايْئَسُوْا (۱۷) يَاۡيْئَسُ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) وَجَآءَ ۲ ہر جگہ۔

فصل (۵) (الف)

دو جگہ نون خفیفہ الف کی صورت میں آیا ہے۔ ۱ وَلَيَكُوْنًا يوسف ع ۲

لَنَسْفَعًا (علق) ان پر وقف کرتے وقت الف پڑھا جائے گا (اور رویسؒ کی روایت کی رُو سے فَاِمَّا نَذْهَبًا زخرف ع ۴ کا بھی یہی حکم ہے کہ وقف کی حالت میں قیاس و رسم کے خلاف نَذْهَبَا پڑھتے ہیں) اور كَاَيِّنْ میں ہر جگہ تنوین بصورت نون ساکن مرسوم ہے (اور اس پر وقف بھی نون ہی سے ہوتا ہے۔ البتہ بصریؒ کی قراءۃ میں یا ہی پر وقف ہے نہ کہ نون پر یعنی كَاَيّ)

(ب) جن اسماء و افعال کے آخر میں یا ہو اور الف سے بدل گئی ہو۔ چاہے اس کے ساتھ ضمیر متصل ہو یا نہ ہو ہر حال میں ان کے الف یا ہی کی شکل میں مرسوم ہوں گے (اور ان کو ذوات الیا کہتے ہیں) جیسے: اَلْمَوْتٰى : اَلسَّلْوٰى : اَلْمَرْضٰى : اِحْدٰىهُمَا : بُشْرٰى لَكُمُ اَرٰى لَكُمُ : وغیرہ اور حَقَّ تُقٰتِهٖ کا ذکر فرش الحروف میں آچکا ہے اس کو پھر دیکھ لیں۔

اور ع ۲ اگر اس بدلے ہوئے الف سے پہلے ایک یا اور آجائے تو پھر اس کو الف کی صورت میں لکھتے ہیں جیسے: اَلدُّنْيَا : نَحْيَا : اَحْيَا وغیرہ: البتہ يَحْيٰى عَلَم ہو۔ (يَحْيٰى) یا فعل ہو جیسے: وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ (انفال ع ۵ وغیرہ) اس کو (امالہ کی بنا پر) یا ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مر

www.KitaboSunnat.com

کی شکل میں لکھا ہے۔

اور (۳) وَسُقْيٰهَا میں رائیہ کی رُو سے دو وجہیں ہیں۔ اور موسیٰ جار اللہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن اب عمل یہ ہے کہ قاف اور ہا کے درمیان ایک یا کا شوشہ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد نہ الف مرسوم ہے اور نہ یا۔

اور (۴) جب یہ یا سے بدلا ہوا الف متکلم کی یا سے پہلے ہو جیسے: هُدَايَ : مَثْوَايَ تو اس میں اختلاف ہے، بعض میں الف کی اور بعض میں یا کی صورت میں مرسوم ہے اور اب عمل الف ہی کے لکھنے پر ہے۔

اور (۵) خَطٰيٰكُمْ اور خَطٰيٰهُمْ میں ہر جگہ ایک ہی یا مرسوم ہے نہ کہ دوسری بھی نیز یا کے بعد والا الف بھی محذوف ہے اور طا کے بعد والا الف اکثر قرآنوں میں محذوف ہے اور اب عمل بھی اسی پر ہے۔

ابو عبید قاسم بن سلامؒ فرماتے ہیں کہ بعض امراء کے کتب خانہ سے میرے لیے عثمانی قرآن نکلوایا گیا تو میں نے اس میں خون کے نشانات دیکھے اور خَطٰيٰكُمْ کو ایک ہی یا کے ساتھ پایا۔

اور (۶) سات کلمات اور ہیں جو یائی ہونے کے باوجود بشکلِ الف مرسوم ہیں ۱ عَصَايَ (ابراہیم ع۶)، ۲ اَلْاَقْصَا (بنی اسرائیل ع۱)، ۳ تَوَلّٰهُ (حج ع۱)، ۴ و ۵ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ قصص و یٰسٓ (ع۲)، ۶ بِسِيْمَاهُمْ (فتح ع۴) ۷ طَغَا الْمَآءُ حَآقَّه (ع۱)۔ ابو حفصؒ، فرارؒ فرماتے ہیں کہ صرف طٰہٰ والا طَغَا الف کے ساتھ ہے:۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عراقی قرآنوں میں بہت جستجو کی مگر مجھے طٰہٰ والانزعٰت والے کی طرح یاہی کی صورت میں ملا (اور اس زمانہ میں بھی دانیؒ ہی کے قول پر عمل ہے۔) پھر فرماتے ہیں کہ میں نے عراقی قرآنوں میں کِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ (کہف ع۵) اور تَتَرَا مؤمنون ع۴ کو الف کے ساتھ پایا ہے۔ (ابن عامر نے الف کے ساتھ پڑھا ہے یہ ہے کہ اس کی رسم بھی ہے (النشر فی القرأت العشر) (ابن عامر نے الف کے ساتھ پڑھا ہے یہ ہے کہ اس کی رسم بھی ہے (النشر فی القرأت العشر)

(۷) علامہ دانیؒ فرماتے ہیں کہ مَرْضَاتَ بھی ہر جگہ الف سے ہے اور بعض نے نَخْشٰى مائدہ ع۱۲ کو بھی الف سے ذکر کیا ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہے اور (۸) عَلَى : اِلَى : حَتّٰى : يٰوَيْلَتٰى : يٰحَسْرَتٰى (زمر ع۶) يَاَسَفٰى اور اَنّٰى جو کیف کے معنی میں ہو۔ (جیسے اَنّٰى شِئْتُمْ : اَنّٰى لَكِ هٰذَا : اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ : اَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ : اَنّٰى هٰذَا : وغیرہ) مَتٰى : عَسٰى : بَلٰى سب جگہ یا کی صورت میں مرسوم ہیں۔

(۹) خلفؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام کسائیؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لَدَا یوسف ع۲ میں الف کے ساتھ ہے۔

دانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام مصاحف میں اسی طرح پایا ہے اور مؤمن ع۲ والے لَدَى الْحَنَاجِرِ کو بعض مصاحف میں بصورتِ یا اور بعض میں بصورتِ الف پایا ؛ لیکن اکثر میں بصورتِ یا ہے۔

(۱۰) جَآءَ دو جگہ زمر ع۴، اور فجر میں جیم کے بعد الف کی زیادتی سے ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) حضرت ابیؓ کے قرآن میں جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ اور جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ اور لِلرِّجَالِ میں جیم کے بعد الف کے بجائے یا مرسوم ہے اور اسی طرح جَآءُوْ اور جَآءَهُمْ میں مکی قرآنوں میں جیم کے بعد یا کا شوشہ ہے۔ لیکن اب اس پر عمل نہیں ہے۔

خاتمہ

وہ کلمات جن میں دو لاموں میں سے ایک کو رسماً حذف کیا گیا ہے اور جن میں اصل کے موافق ثابت رکھا گیا ہے :-

واضح ہو کہ ذیل کے کلمات میں ایک طرح کی دو صورتوں کے اجتماع کے ناپسند ہونے اور ان کلمات کے کثرت سے مستعمل ہونے کی بنا پر دو لاموں میں سے ایک کے حذف پر تمام مصاحف متفق ہیں۔ وَالَّيْلِ وَالَّذِيْ : وَالَّذَانِ : وَالَّئِيْ : وَالَّتِيْ : (اور شفاؔ کی قراءۃ کی رُو سے وَالَّيْسَعَ وغیرہ

لیکن سا اللّٰعِنُوْنَ : اللّٰعِبِيْنَ : اللّٰهُوَ : اللُّؤْلُؤُ : اَللّٰهُ : اَللّٰهُمَّ : اللَّطِيْفُ : اللَّوَّامَةِ (اللّٰتَ)

میں دونوں لام ثابت ہیں۔ اور میں نے عراقی اور ان کے سوا دوسرے قرآنوں میں بہت ہی گہری نظر سے دیکھا تو ایک حرف بھی اپنے بیان کے خلاف نہیں پایا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا حصّہ

یا کے حذف واثبات کے بیان میں

اس میں پانچ فصلیں ہیں :۔

فصل (۱) ان کلمات کا بیان جن کی آخری یا کو ماقبل کے کسرہ پر اکتفا کر لینے کے سبب رسم سے حذف کر دیا گیا ہے۔

محمد بن قاسم انباریؒ فرماتے ہیں کہ جو یا آت کتاب اللہ میں ماقبل کے کسرہ پر اکتفا کرنے کی بنا پر (نہ کہ معنیٔ ندا وغیرہ کی بنا پر) مرسوم نہیں ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

ع۱ فَارْهَبُوْنِ : ع۲ فَاتَّقُوْنِ ع۵ ع۳ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ع۱۸
ع۴ دَعْوَةَ الدَّاعِ : ع۵ دَعَانِ ع۲۳ ع۶ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ
ع۲۵ (بقرہ) ع۷ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ع۲ ع۸ وَاَطِيْعُوْنِ ع۵ ع۹ وَخَافُوْنِ
ع۱۰ (آل عمران) ع۱۱ يُؤْتِ اللّٰهُ ع۲۱ (نساء) ع۱۱ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ
ع۱ ع۱۲ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا ع۶ (مائدہ) ع۱۳ يَقْضِ الْحَقَّ ع۶
ع۱۴ وَقَدْ هَدٰنِ ع۹ ع۱۵ (انعام) ع۱۵ ثُمَّ كِيْدُوْنِ ع۱۶ فَلَا
تُنْظِرُوْنِ ع۱۴ ع۲۴ (اعراف) ع۱۷ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ع۸ ع۱۸ نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ
ع۱۵ (یونس) ع۱۹ فَلَا تَسْـَٔلْنِ ع۴ ع۲۰ ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ع۵ ع۲۱
وَلَا تُخْزُوْنِ ع۶ ع۲۲ يَوْمَ يَاْتِ ع۹ (ہود) ع۲۳ فَاَرْسِلُوْنِ ع۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مر

www.KitaboSunnat.com

ع۲۴ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ع۲۵ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ ع۲۶ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ
ع (یوسف) ع۲۷ الْمُتَعَالِ ع۲۸ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ع۲۹ عِقَابِ ع۵
ع۳۰ وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ع۵ (رعد) ع۳۱ وَعِيْدِ ع۳ ع۳۲ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ ع۴
ع۳۳ وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ع۶ (ابراہیم) ع۳۴ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ع۳۵ وَلَا
تُخْزُوْنِ ع۵ (حجر) ع۳۶ فَاتَّقُوْنِ ع ع۳۷ فَارْهَبُوْنِ ع۱۳ (نحل)
ع۳۸ اٰخَرْتَنِ ع ع۳۹ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ع (بنی اسرائیل) ع۴۰ فَهُوَ
الْمُهْتَدِ ع۱۴ ع۴۱ اَنْ تَهْدِيَنِ ع۴ ع۴۲ اِنْ تَرَنِ ع۴۳ اَنْ يُّؤْتِيَنِ
ع۵ ع۴۴ نَبَغِ ع۴۵ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ ع۹ (کہف) اَلَّا تَتَّبِعَنِ ع۱۴ (طٰہٰ)
ع۴۶ فَاعْبُدُوْنِ ع۲ ع۴۸ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ع۳ ع۴۹ وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ
ع۶ (انبیاء) ع۵۰ وَالْبَادِ ع۳ نَكِيْرِ ع۱۳ ع۵۱ لَهَادِ الَّذِيْنَ ع۱۴ (حج)
ع۵۲، ع۵۳ بِمَا كَذَّبُوْنِ ع۲ و ع۳ ع۵۴ فَاتَّقُوْنِ ع۴ ع۵۵ اَنْ
يَّحْضُرُوْنِ : ع۵۶ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ع۵۷ وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ع۶
(مؤمنون) ع۵۸ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ع۵۹ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ع۲ ع۶۰ فَهُوَ
يَهْدِيْنِ ع۶۱ يَسْقِيْنِ ع۶۲ يَشْفِيْنِ ع۶۳ يُحْيِيْنِ ع۹ ع۶۴
تا ع۷۱ وَاَطِيْعُوْنِ ع۶ تا ع۱۰ آٹھوں جگہ : ع۷۲ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ
ع۶ (شعراء) ع۷۳ عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ع۱۴ ع۲ ع۷۴ حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ع۷۵ اَتُمِدُّوْنَنِ
ع۷۶ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ : ع۱۸ ع۳ (نمل) ع۷۷ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ع۷۸
اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ : ع۴ (قصص) ع۷۹ فَاعْبُدُوْنِ : ع۲ ع۶ (عنکبوت)
ع۸۰ بِهٰدِ الْعُمْيِ ع۵ (روم) ع۸۱ كَالْجَوَابِ ع۲ ع۸۲ نَكِيْرِ ع۱۱ ع۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(سبا) ۸۳ نَكِيرِ ع۳ (فاطر) ۸۴ اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ ۸۵
وَلَا يُنْقِذُوْنِ ۸۶ فَاسْمَعُوْنِ ع۲ (یٰسٓ) ۸۷ لَتُرْدِيْنِ ع۲ ۸۸
سَيَهْدِيْنِ ع۳ ۸۹ صَالِ الْجَحِيْمِ ع۵ (صٰفّٰت) ۹۰ عَذَابٍ
۹۱ فَحَقَّ عِقَابِ ع۱ (صٓ) ۹۲ فَاتَّقُوْنِ ۹۳ فَبَشِّرْ عِبَادِ ع۲
(زمر) ۹۴ عِقَابِ ع۱ ۹۵ يَوْمَ التَّلَاقِ ع۲ ۹۶ يَوْمَ التَّنَادِ ع۲
۹۷ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ ع۵ (مؤمن) ۹۸ اَلْجَوَارِ ع۲ (شوریٰ) ع۱ ۹۹ سَيَهْدِيْنِ
ع۳ ۱۰۰ وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا ۱۰۱ وَاَطِيْعُوْنِ ع۶ (زخرف) ۱۰۲ اَنْ
تَرْجُمُوْنِ ۱۰۳ فَاعْتَزِلُوْنِ ع۱ (دخان) ۱۰۴ فَحَقَّ وَعِيْدِ ع۱
۱۰۵ اَلْمُنَادِ ۱۰۶ يَخَافُ وَعِيْدِ ع۳ (قٓ) ۱۰۷ لِيَعْبُدُوْنِ ۱۰۸
اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۱۰۹ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ع۳ (ذٰریٰت) ۱۱۰ فَمَا تُغْنِ ۱۱۱
الدَّاعِ ۱۱۲ اِلَى الدَّاعِ ع۱ اور چھ جگہ ۱۱۳ تا ۱۱۸ وَنُذُرِ ع۲
ع۹ (قمر) ۱۱۹ الْجَوَارِ ع۱ (رحمٰن عزّوجل) ۱۲۰ نَذِيْرِ ۱۲۱
نَكِيْرِ ع۲ (ملک) ۱۲۲ وَاَطِيْعُوْنِ ع۱ (نوح) ۱۲۳ فَكِيْدُوْنِ ع۱
(مرسلٰت) ۱۲۴ اَلْجَوَارِ (تکویر) ۱۲۵ يَسْرِ ۱۲۶ بِالْوَادِ
۱۲۷ اَلْكَرِمَنِ ۱۲۸ اَهَانَنِ (فجر) ۱۲۹ وَلِيَ دِيْنِ (کٰفرون)

فائدہ: ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ اس پر تمام قرآن متفق ہیں کہ ان سب کلمات میں یا مرسوم نہیں ہے؛ اور اگر ان پر وقف کیا جائے تو یا کے بغیر ہوگا: البتہ عشرہ میں سے جو حضرات ان سب کو یا بعض کو حالین میں یا صرف وقفاً ثابت رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں یا ہی پر وقف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوگا (اور تفصیل تکمیل الاجرفی اثبات العشر میں ملے گی) اور اُن کے ماسوا میں یا لکھی ہوئی بھی ہے: اور وصل بھی یا ہی پر ہوتا ہے۔

علامہ دانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن انباریؒ سے پانچ یا آٹھ محذوفہ چھوٹ گئی ہیں۔ حالانکہ ان کے حذف پر بھی اُسی طرح اجماع منعقد ہے جس طرح کہ مذکورۂ بالا یا آٹھ کے حذف پر ہے اور وہ یہ ہیں۔

عل ۱۳۱ بِالْوَادِ (۱۵) طٰہٰ (ع۱) ع۲ ۱۳۱ اَلْوَادِ (۱۶) قصص (ع۶) ع۳ ۱۳۲ بِالْوَادِ (۱۷) نُوْعِدُ (ع۱) ع۴ ۱۳۳ سَيَهْدِيْنِ شَعْرَاءُ (ع۴) ع۵ ۱۳۴ يُنَادِ (۱۸) قٓ (ع۱) اور یعقوبؒ کی قراءۃ کی رُو سے ع ۱۳۵ وَمَنْ يُّؤْتَ (۱۹) الْحِكْمَةَ بقرہ ع۳۶ بھی اسی طرح ہے اور مَنْ يَّتَّقِ یوسف ع۱ میں یا کا حذف جازم کی بنا پر ہے: اس لیے وہ اس قسم میں شامل نہیں۔

(ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ جو اسم منادیٰ یا متکلم کی طرف مضاف ہو اس کی یا کے حذف پر بھی اجماع ہے۔ جیسے يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ: يٰقَوْمِ وغیرہ لیکن دو جگہ یا ثابت ہے ع۱ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عنکبوت (ع۶) ع۲ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا زمر (ع۶) اور زخرف (ع۷) والے يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ میں مصاحف کا اختلاف ہے۔ اہل مدینہ و شام کے قرآنوں میں یا سے اور اہل عراق کے قرآنوں میں یا کے بغیر ہے سیّدنا یزیدیؒ امام ابو عمرو بصریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس کو اہل مدینہ و اہل حجاز کے مصاحف میں یا کے ساتھ دیکھا ہے اور سیّدنا یزیدیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مصاحف میں یا کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بغیر ہے۔

عاصم جحدریؒ فرماتے ہیں کہ لفظ اِبْرٰھٖمَ بقرہ میں یاء کے بغیر اور باقی سب جگہ یا کے ساتھ ہے اور ہمارے عام مصاحف میں اَلْمِھِمْ میں بھی یا مرسوم نہیں ہے۔

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ جس اسم مجرور یا مرفوع کے آخر میں یاء ہو۔ اور اس میں تنوین آجائے اس میں باتفاق مصاحف یاء مرسوم نہیں ہوتی جیسے غَیْرَ بَاغٍ : عَادٍ : ھَادٍ : وَاقٍ : وَالٍ : وغیرہ: ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمام مصاحف میں اس کو اسی طرح پایا ہے)

اور اس قسم کے تیس ۳۰ کلمات ہیں جو سینتالیس ۴۷ جگہ آئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ ع۱ بَاغٍ ع۲ عَادٍ بقرہ (ع۲۱) وانعام (ع۱۰) ونحل (ع۱۹) ع۳ مُوْصٍ بقرہ (ع۲۳) ع۴ شَرَاصٍ بقرہ (ع۲۴) ونسار (ع۵) ع۵ حَامٍ مائدہ (ع۱۴) ع۶ لَاتٍ انعام (ع۱۶) وعنکبوت (ع۱۳) ع۷ غَوَاشٍ ع۸ اَیْدٍ اعراف (ع۵) (ع۱۲) ع۹ ھَادٍ توبہ (ع۱۳) ع۱۰ لَعَالٍ یونس (ع۹) ع۱۱ نَاجٍ یوسف (ع۴) (ع۱۵) ع۱۲ ھَادٍ پانچ جگہ رعد (ع۱) و (ع۱۴) وزمر (ع۳) و (ع۴) وغافر (ع۹) ع۱۳ وَاقٍ تین ۳ جگہ رعد (ع۱۴) میں دو ۲ اور غافر (ع۳) میں ایک ع۱۴ مُسْتَخْفٍ ع۱۵ وَالٍ رعد (ع۲) ع۱۶ وَادٍ ابراہیم (ع۶) وشعراء (ع۱) ع۱۷ بَاقٍ ع۱۸ مُفْتَرٍ نحل (ع۱۳) و (ع۱۴) ع۱۹ لَیَالٍ تین ۳ جگہ مریم وحاقہ ع۱ اور والفجر میں ع۲۰ قَاصٍ طٰہٰ (ع۳) ع۲۱ دَانٍ نور (ع۱) ع۲۲ جَانٍ لقمٰن (ع۴) ع۲۳ بِکَافٍ زمر (ع۴) ع۲۴ مُعْتَدٍ تین ۳ جگہ ق (ع۲) ودان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ع) وتطفیف ع۲۵ فَانٍ ع۲۶ اٰنٍ ع۲۷ دَانٍ رحمٰن (ع۲ و ع۳) ع۲۸ مُهْتَدٍ حدید (ع۴) ع۲۹ مُلْتَحِدًا حاقہ (ع۵) ع۳۰ رَاقٍ قیٰمہ (ع۱) میں: اور ان میں سے هَادٍ: وَالٍ: بَاقٍ: وَاقٍ میں مکی کی قراءۃ پر یا سے اور باقی موقعوں میں یا کے بغیر وقف ہے۔ اور باقی سب کے لیے سب ہی جگہ یا کے بغیر وقف ہے۔

فصل (۲) اُنہ یا آتہ کا بیان جو اصلہ کی بناء پر رسم میں ثابت ہیں

واضح ہو کہ جو یا لام کلمہ ہو یا مضاف الیہ ہو یا مفعول واقع ہو۔ وہ تمام مصاحف میں مندرجۂ ذیل چالیس جگہ رسماً ثابت رکھی گئی ہے۔

ع۱ وَاخْشَوْنِ وَلِاُتِمَّ ع۱۸ ع۲ يَاْتِي بِالشَّمْسِ ع۳۵ (بقرہ) ع۳ فَاتَّبِعُوْنِي ع۴ (آل عمران) ع۴ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ ع۵ اَتُحَاجُّوْنِّيْ ع۹ ع۶ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ ع۷ هَدٰىنِيْ رَبِّيْ ع۲ (انعام) ع۸ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ ع۱۳ ع۹ لَنْ تَرٰىنِيْ ع۱۰ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ع۱۱ اِسْتَضْعَفُوْنِيْ ع۱۲ يَقْتُلُوْنَنِيْ ع۱۸ ع۱۳ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ع۲۲ (اعراف) ع۱۴ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ع۵ (ہود) ع۱۵ مَا نَبْغِيْ ع۶ ع۱۶ وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ع۱۲ (یوسف) ع۱۷ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ ع۲ ع۱۸ فَمَنْ تَبِعَنِيْ ع۶ (ابراہیم) ع۱۹ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ ع۴ ع۲۰ مِنَ الْمُنٰفِيْنَ ع۶ (حجر) ع۲۱ يَوْمَ تَاْتِيْ ع۱۵ (نحل) ع۲۲ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ ع۶ (بنی اسرائیل) ع۲۳ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ ع۲۴ فَلَا تَسْئَلْنِيْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع۹ (کہف) ع۲۵ فَاتَّبَعَنِیْ ع۳ (مریم) ع۲۶ بِعِبَادِیْ ع۱۳ ع۴ ع۲۷ فَاتَّبِعُوْنِیْ ع۱۴ ع۵ (طٰہٰ) ع۲۸ اَلزَّانِیْ ع۱ ع۲۹ یَعْبُدُوْنَنِیْ ع۱۳ ع۶ (نور) ع۳۰ اَنْ تَعْبُدَنِیْ ع۳ (قصص) ع۳۱ وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ع۳ (یٰس) ع۳۲ اُولِی الْاَیْدِیْ ع۱۳ ع۴ (صٓ) ع۳۳ یَتَّقُوْنِ ع۱۷ ع۳۴ هَادِیْنَ ع۳ ع۶ (زمر) ع۳۵ بِعِبَادِیْ ع۱۴ ع۱ (دخان) ع۳۶ بِالنَّوَاصِیْ ع۱۲ ع۲ (رحمٰن) ع۳۷ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ ع۳۸ یَاْتِیْ مِنْ ۲ بَعْدِی : ع۹ (صف) ع۳۹ اَخَّرْتَنِیْ ع۴ ع۲ (منفقون) ع۴۰ فِیْ عِبٰدِیْ (فجر)

ابو عمرو فرماتے ہیں کہ جن یا آت میں اشتباہ ہوتا ہے اور وہ رسم میں باجماع مصاحف اور تلاوت میں باجماع قرآ ثابت ہیں۔ وہ یہی چالیس ہیں اور انہی کے مثل بِهْدِی الْعُمْیِ (نمل)۔ اٰبَآءِیْ (یوسف ۴) دُعَآءِیْ نوح وغیرہ بھی ہیں۔

فصل (۳) : جو یاء ساکنہ کسی کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کے بعد والے کلمہ کے شروع میں بھی کوئی ساکن حرف ہو اس یاء کو تلاوت میں محذوف اور رسم میں ثابت رکھتے ہیں۔ جیسے یُؤْتِی الْحِکْمَةَ بقرہ (ع۳۷) تُغْنِ الْاٰیٰتُ یونس ع۵ (ع۱۰) اُوْفِ الْکَیْلَ یوسف ع۶ (ع۱۳) اور وَذِی الْقُرْبٰی وغیرہ لیکن ایس ع۱۹ یا آت کے حذف پر تمام مصاحف متفق ہیں اور اُن کا ذکر فصل ۱ میں آچکا ہے : اور اُن پر ۱ تا ۱۹ نمبرات بھی لگے ہوئے ہیں۔

* * *

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴ :- وہ یا آت جو رسم میں زائد آتی ہیں اور تلاوت میں نہیں آتیں

واضح کہ نو جگہ یا زیادہ کی گئی ہے ۱ و ۲ اَفَائِنْ (آلِ عمران ع ۱۵ و انبیاء ع ۳) اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں الف زائد اور ہمزہ خلافِ قیاس یا کی صورت میں ہو۔ یعنی اَفَآئِنْ (نشر) ۳ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ (انعام ع ۴) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں الف زائد اور یا ہمزہ کی صورت ہو یعنی مِنْ نَّبَآءِیْ کیونکہ ہمزہ مضمومہ والا نَبَؤٌا بالاتفاق بصورت واؤ ہے پس مکسورہ کا اس کی نظیر پر حمل کرنا اولیٰ و صحیح تر ہے ۴ تِلْقَآءِ نَفْسِیْ یونس ع ۲ ۵ وَاِیْتَآءِ نحل ع ۱۳ ۶ وَمِنْ اٰنَآءِ طٰہٰ ع ۷ ۷ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ شوریٰ ع ۵ ۸ بِاَیْدٍ ذٰرِیٰت ع ۳ ۹ بِاَیِّکُمْ قلم ع ۱ - اور ان دو میں اس کا بھی امکان ہے کہ یہ الف زائد اور یا ہمزہ کی صورت ہو مِائَۃٌ کی طرح : پس ان میں ہمزہ مبتدہ کو مرادِ وصل اور تنزیلِ مبتدہ منزلۃ المتوسطہ کی بنا پر بصورت یا لکھا گیا ہے ۔ یعنی بِاَئْیِدٍ : بِاَئْیِکُمْ ۔ (نشر کبیر)

اور غازی بن قیس نے اپنی کتاب میں رُوم والے ۱۰ بِلِقَآءِ رَبِّھِمْ اور ۱۱ وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ ان دو کو زیادہ کیا ہے ۔

اور میں نے اہل مدینہ و اہل عراق کے قرآنوں میں ۱۲ مَلَائِہٖ اور مَلَائِھِمْ کو تمام قرآنوں میں یا کے ساتھ دیکھا ہے (اور اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زمانہ کے تمام قرآنوں میں جو الٓمٓ السجدہ والے بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ میں بھی یا مرسوم ہے وہ بے اصل ہے) اسی طرح ع۱۳ لِاِبْلٰفِ میں بھی شامیؒ کی قراءۃ کی رُو سے یا زائد ہے۔)

فصل ۵: ان یاات کا بیان جن کو اختصار کی بناء پر حذف کیا گیا ہے یا کسی علّت کی بناء پر ثابت رکھا گیا ہے:

ع۱ کسی کلمہ کی دو یا آت میں سے اگر ایک جمع کی علامت ہو تو ان میں سے ایک محذوف ہو گی جیسے النَّبِيّٖنَ: مَابْنِيّٖنَ وغیرہ: لیکن ایک جگہ عِلِّيّٖنَ (تطفیف) میں دونوں ثابت ہیں۔

ع۲ جو ہمزہ قاعدہ کے لحاظ سے یا کی صورت میں مرسوم ہونا چاہیئے تھا اگر اس ہمزہ کے بعد ایک اور یا آجائے تو ہمزہ والی یا محذوف ہو گی جیسے مُتَّكِـِٔيْنَ: خٰسِـِٔيْنَ وغیرہ: اسی طرح وَسَاۗدِيًا مریم ع۵ میں ہمزہ والی یا مرسوم نہیں ہے۔ اور ایسا یہ ایک ہی کلمہ ہے جس میں ہمزۂ ساکنہ ماقبل مکسور یا کی صورت میں مرسوم نہیں ہے (اور ہمارے عام مصاحف میں بَـِٔيْسٍ اور يَـِٔيْسَ اور يَـِٔيْسُوْا جو دو یا کے ساتھ ہیں اس قاعدہ کے خلاف ہیں) اور اگر دوسری یا کے بعد ضمیر متصل آجائے جیسے اَفَعَيِيْنَا: يُحْيِيْكُمْ: يُحْيِيْهَا: يُحْيِيْنِ وغیرہ تو باوجود یکہ دو یا آت کا جمع ہونا ناپسندیدہ ہے۔ لیکن اس صورت میں باجماع مصاحف دونوں یا آت مرسوم ہوتی ہیں۔ اور اگر ضمیر متصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت م

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو بلکہ یا آخر میں ہو چاہے وہ یا اصلیہ ہو یا مضاف الیہ ہو تو میں نے مدنی اور عراقی قرآنوں میں ان سب کلمات کو ایک ہی یا کے ساتھ پایا ہے جیسے لَا یَسْتَحْیٖ یُحْیٖ : وَ لِیَّ : اسی طرح وَ لِیِّ نَ اللّٰہُ (اعراف ع۲۴) اور لِنُحْیِ ۔ بِہٖ (فرقان ع۵) اور اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی (احقاف ع۴ و قیمہ ع۲) یہ تینوں بھی ایک ہی یا کے ساتھ ہیں۔

تیسرا حصہ

واؤ کے حذف و اثبات کے بیان میں

اور اس میں تین فصلیں ہیں

فصل ۱: وہ کلمات جن میں سے واؤ ماقبل کے ضمہ کو کافی سمجھ کر حذف کی گئی ہے۔

ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ چار افعال مرفوعہ کی واؤ مرسوم نہیں ہے اور وہ یہ ہیں۔ ع۱ وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ : ع۲ وَ یَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ ع۳ یَدْعُ الدَّاعِ ع۴ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ ان مواقع میں واؤ کے رسماً حذف ہونے پر تمام مصاحف متفق ہیں۔ اور ایسے ہی وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ (تحریم) میں حا کے بعد والے واؤ کے حذف پر اجماع ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ صَالِحُ کی اصل صَالِحُوْنَ مانیں۔ جمع سے جیسا کہ بعض مفسرین کی رائے یہی ہے اور اگر اس کو مفرد قرار دیں تو پھر یہ اس باب ہی سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور نَسُوا اللّٰہَ کی واؤ کی بابت جو کہا جاتا ہے کہ فرّاءؒ سے اس کے واؤ کا حذف بھی منقول ہے سو یہ ناقل کی غلطی ہے۔ کیوں کہ کسی مصحف سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی۔

فصل : (۲) جس کلمہ میں دو واؤ ہوں خواہ دونوں بناء کی ہوں یا ان میں سے ایک بنا کی اور دوسری صورتِ ہمزہ ہو یا جمع کے لیے لائی گئی ہو یا تین واؤ ہوں ان میں سے ایک ہی واؤ مرسوم ہوگی۔ جیسے دَاوٗدُ اور دُرِّیَ (ان میں دونوں واؤ بنائی ہیں) ع۲ تُؤْوِیْ (اس میں پہلا واؤ صورتِ ہمزہ کا اور دوسرا بنائی ہے) ع۳ یَلُوْنَ اور اَلْغَاوٗنَ (ان میں پہلا اصلی اور دوسرا جمع کا ہے) ع۴ اَلْمَوْءٗدَۃُ (اس میں اوّل اصلی: ثانی صورتِ ہمزہ اور ثالث بنائی (علامت مفعول ہے) ع۵ لِیَسُوْٓءٗا (جمع اس میں پہلا بنائی واصلی دوسرا صورتِ ہمزہ اور تیسرا جمع کا ہے)

اور امام شاطبیؒ نے رائیہ میں دو واؤ کی مثالوں میں مَسْئُوْلًا کو بھی ذکر کیا ہے جس پر امام نشرؒ نے شدید نکیر کی ہے کہ اس میں تو ہمزہ ساکن صحیح کے بعد ہونے کی وجہ سے بے صورت ہے۔ پس دو واؤ کا اجتماع نہ ہوا۔ پس اس کو ان مثالوں میں ذکر کرنا تعجب خیز بات ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح یہ قاعدہ ہے کہ ہمزہ ساکن صحیح کے بعد بے صورت ہوتا ہے اسی طرح اس کے قواعد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی ہمزہ کو خود اس کی حرکت کے موافق بھی لکھتے ہیں جیسے نُؤْوِیْہِمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ میں واؤ کی اور سُئِلَ وغیرہ میں یا کی اور سَالَ اور النَّشْأَۃَ اور یَسْأَلُوْنَ (احزاب) اور شَطْأَہٗ (فتحنا) میں الف کی شکل میں ہے سو اس اعتبار سے مَسْئُوْلًا کا ہمزہ واؤ ہی کی شکل میں ہونا چاہیئے تھا جو تماثل کی بنا پر حذف ہوگیا: پس امام شاطبیؒ کا اس کو تماثل کی مثالوں میں ذکر فرمانا اسی اعتبار سے ہے نہ یہ کہ نعوذ باللہ آپ کو ذہول ہوگیا اور آپ غلطی کے مرتکب ہوگئے: کیونکہ یہ تو تصور میں بھی نہیں آسکتا ہے کہ اتنے بڑے جلیل القدر امام کے ذہن میں یہ بات نہ ہو جو امام نشر نے بیان فرمائی ہے: اس لیے کہ یہ کوئی ایسی دقیق بات نہیں ہے جس کی طرف موصوف کا ذہن منتقل نہ ہوا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب: اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجاتہ وارزقنا اتباعہ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل (۳): ان کلمات کا بیان جن میں واؤ زیادہ کیا گیا ہے:

(الف) قرآن کے لکھنے والوں نے چار کلمات میں سب جگہ اور چار میں متفرق مقامات میں الف کو بصورت واؤ لکھا ہے۔

اوّل چار کلمات یہ ہیں الصَّلٰوۃَ: الزَّکٰوۃَ: الْحَیٰوۃُ: ال کے ساتھ ہوں خواہ اس کے بغیر۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مضاف نہ ہوں اور الرِّبٰوا یہ چاروں تمام قرآن شریف میں واؤ کے ساتھ آئے ہیں۔ لیکن اگر صلوٰۃ ضمیر کی طرف مضاف ہو کر آئے جیسے وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِكَ: عَلٰی صَلَاتِھِمْ وغیرہ تو بغیر واؤ کے (الف کے ساتھ) آتا ہے۔ البتہ تین

قرآن و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مواقع ۱ اِنَّ صَلٰوتَكَ توبہ (ع ۱۳) ۲ اَصَلٰوتُكَ (ہود ع) ۳ صَلٰوتِهِمْ (مؤمنون ع) میں عراقی قرآنوں میں واؤ پایا گیا ہے (اور آج کل بھی اسی پر عمل ہے)

اسی طرح حَيَاتُنَا سب جگہ اور حَيَاتِكُمْ (احقاف ع ۲) اور لِحَيَاتِيْ (فجر) بھی بغیر واؤ کے بشکل الف ہیں۔ اور بعض عراقی قرآنوں میں واؤ اور الف دونوں ہی کے بغیر ہیں۔

اور مِنْ رِّبًا (روم ع ۴) میں اختلاف ہے: بعض میں واؤ سے اور بعض میں الف سے ہے: (اور اس زمانہ میں عمل الف پر ہے) اور بِالْغَدٰوةِ میں دونوں جگہ باتفاق مصاحف واؤ ہے: اور متفرق طور پر جن میں واؤ زیادہ ہے: وہ یہ ہیں ۱ و ۲ سَاُورِيْكُمْ (اعراف ع ۱۴ و انبیاء ع ۳) اس میں ہمزہ کے بعد اکثر قرآنوں میں واؤ پایا گیا ہے۔ ۳ و ۴ وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ (طٰہٰ و شعراء ع ۳) ان میں اختلاف ہے کہ بعض میں ہمزہ کے بعد واؤ ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ البتہ اعراف ع ۱۴ والے: ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ میں باتفاق واؤ نہیں ہے۔ محمد بن عیسےٰ فرماتے ہیں کہ طٰہٰ و شعراء والے واؤ سے ہیں۔

اور صاحب نشر کے یہاں مختار یہ ہے کہ ان دونوں کلموں میں چاروں جگہ الف زائد اور ہمزہ بصورت واؤ ہے لَاُاَذْبَحَنَّهٗ کی طرح یعنی سَاُورِيْكُمْ: وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ پس ان میں ہمزہ کو مراد وصل کی بنا پر واؤ کی شکل میں لکھا گیا ہے تاکہ تخفیف پر تنبیہ ہو جائے ان میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مر

www.KitaboSunnat.com

تسہیل بین الہمزہ والواو ہے نہ کہ بین الہمزہ والالف واللہ اعلم۔

(ب) نَبَّؤُا ابن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ نَبَّؤُا الَّذِیْنَ (ابراہیم ع۲) نَبَؤُا عَظِیْمٌ (ص ع۵) اور نَبَؤُا الَّذِیْنَ (تغابن ع۱) میں اور جس جگہ بھی اس کے ہمزہ کا پیش ہو سوائے نَبَاُ الَّذِیْنَ (توبہ ع۹ کے) بشکل واؤ ہی ہے: اور نَبَّؤُا الْخَصْمِ (ص ع۳) بعض مصاحف میں واؤ کے بغیر ہے۔ (لیکن اس پر عمل نہیں) (نشر) ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ قرآنوں کے لکھنے والوں نے تَفْتَؤُا (یوسف ع۴) یَتَفَیَّؤُا (نحل ع۶) اَتَوَکَّؤُا لَاتَظْمَؤُا (طٰہٰ ع۸) وَیَدْرَؤُا (نور ع۱) یَعْبَؤُا (فرقان ع۶) اور یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ہر جگہ یُنْشَؤُا (زخرف ع۲) یُنَبَّؤُا (قیمہ ع۱) سب کے سب کو واؤ اور الف کے ساتھ لکھا ہے: اور اہل عراق کے مصاحف میں میں نے بہت ہی تلاش کیا لیکن کسی میں بھی اس کے خلاف نہیں پایا اور رائیہ کی رُو سے یُنْشَؤُا اور یُنَبَّؤُا مدنی اور شامی مصاحف میں واؤ کے بغیر الف کی صورت میں ہیں۔

ابن عیسیٰ اصبہانیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن لکھنے والوں نے اَلْمَلَؤُا کو چار جگہ یعنی مومنون کے پہلے کو جو ع۲ میں ہے اور نمل کے تینوں کو جو ع۲ و ع۳ میں اور جَزَؤُا الَّذِیْنَ (مائدہ ع۵) جَزَؤُا الظّٰلِمِیْنَ (مائدہ ع۵ و حشر ع۲) اور جَزَؤُا الْمُحْسِنِیْنَ بِخُلُفٍ (زمر ع۴): وَجَزَؤُا سَیِّئَۃٍ (شوریٰ ع۴) اور مصاحف اہل عراق میں جَزَؤُا الْحُسْنٰی (کہف ع۱۱) (صحبؒ و یعقوبؒ کے غیر کی قراءۃ کی رُو سے): اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى : (طٰہٰ ع۳) وَاؤ اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔ نیز فرماتے ہیں شُرَكٰٓؤُا (انعام ع۱۷ و شوریٰ ع۳) میں اور اَنْۢبِـُٔوْا اَمَا كَانُوْا دو جگہ (انعام و شعرا ع۱۸ میں) واؤ اور الف کے ساتھ ہے۔ اور نشر و اتحاف میں اَنْۢبِـُٔوْا میں دونوں جگہ خُلف بتایا ہے لیکن ہمارے مصاحف میں اُسی پر عمل ہے جو پہلے درج ہُوا۔

سیّدنا ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ مصاحفِ اہلِ عراق میں عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (شعرا ع۵) اور مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ع۴) میں واؤ اور الف کے ساتھ آیا ہے اور ہجاء السنہ میں بھی اسی طرح ہے اور نشر و اتحاف میں ان دونوں میں بھی خُلف بتایا ہے لیکن عمل واؤ مع الف ہی پر ہے۔

الضُّعَفٰٓؤُا : الف لام والا ہمزہ کے پیش سے دونوں جگہ (ابراہیم ع۳ و مؤمن ع۵) اور نَشْـَٔوُا صرف ایک جگہ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (ہود ع۹) اور دَعَوُا صرف ایک جگہ دَعَوُا الْكٰفِرِيْنَ (مؤمن ع۵ میں) اور شَفَعٰٓؤُا بھی صرف ایک جگہ : شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا : روم ع۲ میں اور اَبْلَوُا الف لام والا اور اَلْ کے بغیر یعنی اَلْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ صٰفّٰت ع۳ اور بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ دخان ع۲ میں واؤ اور الف کے ساتھ ہے اور ہمارے عام مصاحف میں اَبْلَوُا اللّٰهَ (صرف مائدہ ع۳) بھی واؤ اور الف کے ساتھ ہے رائیہ میں اس میں خُلف بتایا ہے کہ اکثر میں واؤ مع الف سے ہے اور بعض میں الف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے اثبات سے ہے اور ہمزہ بے صورت ہے لیکن نشر و اتحاف میں اَبْنُوْا کو نہ تو اجماعی واؤ والے کلمات میں بتایا ہے اور نہ اختلافی کلمات میں جس سے یہ نکلتا ہے کہ اس کا ہمزہ حسب قاعدہ بالاجماع بے صورت ہی ہے اور ممکن ہے کہ ان دونوں حضرات نے صرف اسی ایک قول کو لیا ہو جس کی رُو سے اس کا ہمزہ بے صورت اور اس سے پہلے پہلا الف ثابت ہے

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ باتفاق مصاحف بُرَءٰٓؤُا .... (ممتحنہ ع۱) میں واؤ اور الف اور اَؤُنَبِّئُكُمْ (آل عمران ع۲) میں ہمزہ کے بعد صرف واؤ زیادہ کیا گیا ہے۔ اور بُرَءٰٓؤُا میں رَآ کے بعد والا الف بھی رسماً محذوف ہے۔ اور اَؤُنَبِّئُكُمْ کے ہم شکلوں (ءَاُنْزِلَ: ءَاُلْقِیَ) میں کسی قرآن میں بھی واؤ مرسوم نہیں۔

جن اسماء و افعال کا آخری واؤ الف سے بدل گیا ہے وہ سب کے سب باتفاقِ مصاحف الف ہی کے ساتھ مرسوم ہیں۔ کیونکہ ان میں امالہ ممتنع ہے جیسے الصَّفَا: سَنَا بَرْقِهٖ: شَفَا: دَعَا: بَدَا: نَجَا: وغیرہ لیکن گیارہ کلمات یا کی صورت میں مرسوم ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔ ۱ و ۲ ضُحًی (اعراف ع۱۲ و طٰہٰ ع۳) ۳ مَا زَکٰی (نور ع۳) ۴ ضُحٰهَا دونوں ۵ دَحٰهَا (نٰزعٰت ع۲) ۶ ضُحٰهَا ۷ تَلٰهَا ۸ طَحٰهَا (شمس) ۹ الْقُوٰی (النجم ع۱) ۱۰ الضُّحٰی ۱۱ سَجٰی (سورہ الضحیٰ)۔

فائدہ: مندرجۂ ذیل پندرہ کلمات میں واؤ زائد ہے: (۱) اَلْحَیَوٰةُ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۲) الصَّلٰوۃ (۳) الزَّکٰوۃ (۴) کَمِشْکٰوۃ (۵) الرِّبٰوا
(۶) النَّجْوٰۃ (۷) اُولٰٓئِکَ : ھُمْ اُولَآءِ (۸) اُولٰٓئِکُمْ (۹)
اُولِی (۱۰) اُولُوا (۱۱) اُولَاتِ (۱۲) سَاُوْرِیْکُمْ : (۱۳)
وَلَاُوْصَلِّبَنَّکُمْ (۱۴) وَمَنٰوۃ (۱۵) بِالْغَدٰاۃِ دونوں جگہ

چوتھا حصّہ

ہمزہ کے قواعد و احکام کے بیان میں

اِس میں سات فصلیں ہیں

فصل (۱) جاننا چاہیئے کہ ہمزہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ساکنہ۔ متحرکہ

(۱) ساکنہ کے احکام

ہمزۂ ساکنہ کلمہ کے شروع میں تو آ ہی نہیں سکتا: البتہ درمیان و آخر میں آتا ہے۔ پس اس کے متعلق صرف اتنا یاد رکھیں کہ ہمزۂ ساکنہ اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کے مطابق مرسوم ہوتا ہے: پس اگر اس سے پہلے حرف پر زبر ہو تو الف کی صورت میں جیسے: اَلْبَاْسِ کَاْسًا: اِنْ نَّشَاْ وغیرہ (لیکن فَاَدّٰرَءْتُمْ (بقرہ ع۸) اور اکثر مصاحف کی رُو سے ھَلِ امْتَلَئْتِ (ق ع۳) میں بے صورت ہے: اور ابو داؤد کی "تنزیل" کی رُو سے اِسْتَاْجَرْتَ: یَسْتَاْخِرُوْنَ میں بھی ہمزہ بے صورت ہے لیکن اس پر عمل نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲ اور اگر پہلے حرف پر زبر ہو تو یا کی صورت میں جیسے جِئْتَ شِئْتَ : نَبِّئْ وغیرہ (اور اَرْجِهْ میں دونوں جگہ نفرؒ و یعقوبؒ کی اور طیبہ کی رُو سے شعبہؒ کی دوسری وجہ کے اعتبار سے (اور دِفِيًّا (مریم ع۱) ان دونوں میں شمول و تماثل کی بنا پر بے صورت ہے۔) اور غازی بن قیسؒ کی کتاب ہجا السنہ کی رُو سے مدنی قرآن میں اور سخاویؒ کی وسیلہ سے شامی قرآن میں دَهِيَّ اور دَيُهَيِّئْ (اور حمزہؒ کی قراءۃ کی رُو سے السَّيِّئُ (فاطر) تینوں) میں ہمزہ یا کے بجائے الف کی شکل میں ہے۔

اور دانیؒ اور شاطبیؒ کی رائے پر تینوں دو یاؤں سے ہیں۔ اور ان دو یاؤں کا تحمل اس بنا پر کر لیا گیا ہے کہ ان کی صورت مختلف و متفاوت ہے۔ (نثر المرجان)

۳ اور اگر پہلے حرف پر پیش ہو تو واؤ کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے اَلْمُؤْمِنُوْنَ وغیرہ البتہ وَتُؤْوِيْ : تُؤْوِيْهِ میں تماثل و شمول کی اور الرُّءْيَا جس طرح بھی آئے (رُءْيَاكَ : رُءْيَايَ ، وغیرہ) اُن میں شمول کی بنا پر بے صورت ہے۔

ابو عمروؒ فرماتے ہیں : کہ بعض کلمات ایسے ہیں کہ جن میں ہمزہ بصورت واؤ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اُس ہمزہ کی تخفیف پر دلالت کرنے کے لیے واؤ کو رسم سے حذف کر دیا ہے اور وہ یہ ہیں : ۔ ع۱ الرُّءْيَا : رُءْيَاكَ : رُءْيَايَ : جہاں بھی آئیں ع۲ تُؤْوِيْ :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تُؤْيِهِ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ان کلمات کے سوا اور کوئی کلمہ بھی ایسا معلوم نہیں جس سے پہلے ضمہ ہو اور وہ ہمزہ واؤ کی شکل میں مرسوم نہ ہو (یعنی ان چار کلمات کے سوا اور تمام کلمات میں ضمہ کے بعد ہمزۂ ساکنہ جس جگہ بھی آیا ہے واؤ ہی کی صورت میں ہے)۔

(۲) متحرکہ کے احکام

اگر ہمزہ متحرکہ ہو تو ہر جگہ آسکتا ہے مبتدئہ۔ متوسطہ۔ متطرفہ۔ اور تفصیل یہ ہے۔

کلمہ کے شروع والے ہمزہ کی صورت

(ا) اگر ہمزہ کلمہ کے شروع میں آئے تو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے اَمَرَ : اَبٰی : اِسْحٰقَ اِسْمٰعِیْلَ : اُنْزِلَ : وغیرہ۔

(ب) اسی طرح اگر ہمزۂ ابتدائیہ سے پہلے کوئی زائد حرف آجائے تب بھی بشکلِ الف ہی مرسوم ہوتا ہے جیسے لِاَمَامٍ : فَلِاُمِّهٖ : سَاُنْزِلُ : سَاَصْرِفُ : وغیرہ۔

اور ع بعض مواقع میں اس زائد حرف کو اصلی کے مرتبہ میں سمجھ کر اس ہمزہ میں درمیان والے ہمزہ کے احکام بھی جاری کر دیتے ہیں۔ جیسے هٰٓؤُلَآءِ : اور یَبْنَؤُمَّ : اَؤُنَبِّئُكُمْ : آل عمران (ع۲) میں بصورت واؤ اور اَئِنَّكُمْ : (انعام ع۱۴ : نمل ع۱۹ : عنکبوت ع۳ : فصلت ع۴) اَئِنَّا : (نمل ع۶ : صٰفّٰت ع۲) اِنَّ لَنَا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(شعراء ع۳) اَئِنَّ (واقعہ ع۲) اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ (یٰسٓ ع۲) اَئِفْكًا (صٰفّٰت ع۳) اور لِئَلَّا : لَئِنْ : یَوْمَئِنْ : اور حِیْنَئِنْ یا کی صورت میں ہیں :

ع۲ اَفَاْئِنْ مَّاتَ : (آل عمران) اَفَاْئِنْ مِّتَّ (انبیاء) بِاْئَیْدٍ (ذٰریٰت) اور بِاْئَیِّكُمْ (ن) اُس قول کی بنا پر جس کی رُو سے ان میں الف زائد ہے۔ اور ہمزہ یا کی صورت میں ہے۔

ع۳ بعض ناقلین کی روایت پر بِاٰیَةٍ اور بِاٰیٰتٍ میں بعض عراقی میں اور سخاوی کی وسیلہ کی رُو سے عراقی اور شامی قرآنوں میں الف کے بعد دو یا میں ہیں۔

ع۴ سَاُوْرِیْكُمْ اور وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ (طٰہٰ و شعراء) میں اُن حضرات کے قول پر بشکل واؤ ہے جو ان میں الف کو زائد بتاتے ہیں۔

(ج) ہمزۂ وصلی ابتدائیہ ہونے کی وجہ سے ہر جگہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے لیکن اُن پانچ قسموں میں ہر جگہ محذوف ہوتا ہے۔ جن کی تفصیل اسی چوتھے حصّہ کی فصل ۴ میں آ رہی ہے۔

(د) اَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ (شعراء اور صٓ) میں بھی لام سے پہلا ہمزہ وصلی و نیز اس کے بعد والا ہمزہ قطعی دونوں شمول کی بنا پر محذوف ہیں :۔

(ہ) اٰلْئٰنَ میں جن کے سوا باقی پانچ جگہ اٰنَ کے ہمزۂ مبتدیہ کو متوسطہ قرار دے کر حذف کر دیا ہے ؛ جیسا کہ پہلے حصّہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی فصل ۲ میں گذرا ۔

ہمزۂ متحرکہ متوسطہ (درمیان والا) جس کا ماقبل بھی متحرک ہو اسکی صورتیں

ع۱ ہمزۂ متحرکہ اگر زبر والا ہو : اور اس سے پہلے حرف پر بھی زبر ہو : یا ع۲ و ع۳ ہمزہ زیر والا ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو ع۴ یا ہمزہ پیش والا ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہو ان چاروں صورتوں میں ہمزہ اپنی حرکت کے مطابق لکھا جاتا ہے :۔ چنانچہ (۱) زبر کے بعد زبر والا الف کی شکل میں ہوتا ہے ۔ جیسے سَاَلَ : سَاَلْتُمْ : لیکن اَلْمُنْشَئٰتُ (رحمٰن) میں یا کی صورت میں ہے : اور یہ شعبہؒ و حمزہؒ کی قراءۃ کی رُو سے ہے ۔ کیونکہ ان کے یہاں شین کا کسرہ ہے : اور وَرَبَّـئَتْ میں دونوں جگہ بے صورت ہے (اور یہ یزیدؒ کی قراءۃ ہے) اور ع۱ لَاَهَلَنَّ ہر جگہ ع۲ وَاطْمَاَنُّوْا (یونس ع۱) ع۳ اِشْمَاَزَّتْ تینوں اکثر عراقی قرآنوں میں بے صورت اور بعض میں الف کی صورت میں ہیں ع۴ اَرَءَيْتَ : اَفَرَءَيْتَ : اَرَءَيْتُمْ : اَفَرَءَيْتُمْ جس طرح بھی آئے اس میں دوسرا ہمزہ ہر جگہ بعض مصاحف میں الف کی صورت میں ہے ۔ اور بعض میں بے صورت ہے اور ہمارے یہاں کے قرآنوں میں ع۱ و ع۴ بے صورت دلسے ع۲ و ع۳ : بصورت الف ہیں اور بُرَءٰٓؤُا میں بھی پہلا ہمزہ بے صورت ہی ہے ۔

اسی طرح ہر وہ زبر والا ہمزہ جس کے بعد الف ہو ۔ وہ بھی ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بے صورت ہی ہوتا ہے جیسے مَاْبٌ : شَنَاْنُ : وغیرہ اور (۲،۳) زبر اور پیش کے بعد زیر والا یا کی صورت میں ہوتا ہے جیسے مُطْمَئِنٌّ اور سُئِلَ : سُئِلَتْ : اور یَئِسَ اور یَئِسُوْا وغیرہ : اور ان آخری دو میں ہمزہ کا بشکل یا ہونا تماثل والے قاعدہ کے خلاف ہے پس ہمزہ بے صورت ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اب عمل دو یاؤں ہی سے لکھنے پر ہے (۴) زبر کے بعد پیش والا واؤ کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے یَدْرَؤُكُمْ : یَكْلَؤُكُمْ : نَؤُرَّتُهُمْ : وغیرہ : لیکن یَطَئُوْنَ جیسی مثالوں میں تماثل کے سبب بے صورت ہے۔

(ب) زیر اور پیش کے بعد متوسطہ زبر والا اور زیر کے بعد پیش والا اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کے مطابق لکھا جاتا ہے۔ پس (۱) زیر کے بعد زبر والا یا کی صورت میں ہوتا ہے جیسے الْخَاطِئَةِ نَاشِئَةَ : سَيِّئَةً : سَيِّئًا وغیرہ۔ اور سَيِّاتِكُمْ : سَيِّاتِهِمْ وغیرہ میں بے صورت ہے اور مِائَةٌ : مِائَتَيْنِ میں ہمزہ قیاس کے موافق یا ہی کی صورت میں ہے اور الف زائد ہے۔

(۲) پیش کے بعد زبر والا واؤ کی صورت میں ہوتا ہے : جیسے الْفُؤَادُ : بِسُؤَالِ : اور لُؤْلُؤًا : کا دوسرا ہمزہ۔

(۳) زیر کے بعد پیش والا یا کی صورت میں ہوتا ہے : جیسے يُنَبِّئُكَ : سَنُقْرِئُكَ : وغیرہ لیکن اَنْبِئُوْنِيْ : جیسی مثالوں میں بے صورت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(اور یہ دو اقتصص)

اس ہمزۂ متحرکہ کی صورتیں جو ساکن کے بعد ہو: یا اس سے پہلے حرکت والا ا
... ... بعد میں ساکن حرف ہو ... ...

ع۱: (الف) حرکت والا ہمزہ ساکن کے بعد بے صورت ہوتا ہے: جیسے الْمَشْئَمَةِ: تُسْئِلُ: يَسْئَمُ: سَوْءَةَ: سُوْءٌ: لیکن هُزُوًا: اور كُفُوًا واؤ کی اور النَّشْاَةَ میں باتفاق مصاحف اور يَسْاَلُوْنَ (احزاب ع۲) اور شَطْاَهُ (فتح ع۴) میں بخلاف الف کی صورت میں ہے: هُزُوًا فتیٰ کی اور كُفُوًا افتیٰ اور یعقوبؒ کی قراءۃ ہے اور مُوْئِلًا کہف ع۶ اور اَفْئِدَةً ہمارے عام مصاحف میں یا کی صورت ہے اور رائیہ میں اس یا کو نادر بتایا ہے۔ اور شَنْاٰنُ الف کی صورت میں ہے۔ اور یہ شامیؒ: شعبہؒ: یزید کی قراءۃ ہے۔

اور صاحب نشر کی رائے پر سکون کی صورت میں ہمزہ قاعدہ کے موافق بے صورت ہی ہے۔ اور یہ الف بناء اور تلفظ والا ہے۔ اور اٰلْاٰنَ (جن) اور اٰلْئٰنَ باقی موقعوں کا ذکر اوپر آچکا ہے اور لِيَسُوْٓاَ والی قراءۃ پر ہمزہ قیاس کے خلاف الف کی صورت میں ہے اور لِيَسُوْٓءَا والی پر ہمزہ قیاس کے موافق بے صورت ہے۔ اور الف زائد ہے۔

لَتَنُوْٓاَ اور السُّوْٓاٰی میں الف کی صورت میں ہے اور اَنْ تَبُوْٓاَ اور میں دانیؒ اور شاطبیؒ کی رائے پر الف کی صورت میں ہے۔ لیکن اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَفْتَؤُا کے الف کی طرح اس کو بھی زائد مان لیں تو پھر ان دونوں اور لِيَسُوْٓءَ کا ہمزہ قیاس کے موافق بے صورت ہوگا اور لفظ قُرْاٰن میں یوسفؑ اور زخرفؑ کے قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا کے سوا باقی سب جگہ الف کی صورت میں قُرْاٰن : اَلْقُرْاٰن ہے۔

اور امام نشر کی رائے پر ان ۶۸ جگہ بھی ہمزہ اصل کے موافق بے صورت ہی ہے۔ اور یہ الف جو لکھا ہوا ہے یہ وہی ہے۔ جو تلفظ میں آرہا ہے : پس ان کے نزدیک ان اڑسٹھ موقعوں میں قُرْاٰنٌ کے بجائے قُرْءَانٌ لکھنا چاہیے۔

اور ہمارے عام مصاحف میں اَفْئِدَةً (ابراہیمؑ) میں ہمزہ بشکل یا ہے، لیکن ہشام کی روایت (اَفْيِدَةً) کی رُو سے ہمزہ حسبِ قاعدہ بے صورت ہے اور یا تلفظ والی ہے۔

(ب) اگر زبر والے ہمزہ کے بعد الف اور زیر والے کے بعد یا اور پیش والے کے بعد واؤ ساکنہ آجائے تو وہ بھی بے صورت ہوتا ہے جیسے شَنَاٰنُ نون کے فتح والی قراءۃ پر اور الْخٰطِـِٕيْنَ ؛ خٰسِـِٕيْنَ يُؤُدُهٗ ؛ يَـُٔوْسًا ؛ وغیرہ اور مُسْتَهْزِءُوْنَ ؛ لِيُطْفِـُٔوْا ؛ بِرُءُوْسِكُمْ وغیرہ (لیکن بَـِٔيْسٍ میں جیسا کہ پہلے (دوسرے حصہ کی فصل ۵ میں) بھی آچکا ہے ہمارے مصاحف میں یا کی صورت میں ہے)

(ج) اگر زبر والا الف کے بعد ہو تو چاہے ہمزہ کے بعد ضمیر ہو یا نہ ہو۔ دونوں حالتوں میں بے صورت ہی ہوتا ہے جیسے : جَآءَ ؛

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نِسَآءَنَا وغیرہ۔ اور

ع۲ اگر الف کے بعد ہمزہ زیر، پیش والا درمیان کلمہ میں ہو، عام ہے کہ ضمیر متصل کی وجہ سے درمیان والا ہو: یا کسی اور حرف کی وجہ سے: تو اپنی حرکت کے مطابق یا اور واؤ کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ : نِسَآؤُكُمْ : خَآئِنِيْنَ : هٰٓؤُلَآءِ وغیرہ :۔ لیکن اِسْرَآءِيْلَ: اِلٰٓئِ : يَشَآءُوْنَ : وغیرہ جن میں ہمزہ کے بعد یا اور واؤ مدّہ ہیں ان سب میں بے صورت ہے۔ اور عراقی قرآنوں میں اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ : (بقرہ ع۳۴) اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ (انعام ع۱۴) اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ (احزاب ع۱) تینوں کا ہمزہ واؤ اور یا کے بغیر (بے صورت) ہے۔

ابن غلبونؒ، عبدالواحدؒ بن محمدؒ کے ذریعہ ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ کلمات واؤ یا کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں اور اس زمانہ کے قرآنوں میں بقرہ اور انعام والا بے صورت اور احزاب والا بصورتِ یا مرسوم ہے)

اور عراقی قرآنوں میں اَوْلِيٰٓئُكُمْ (فصلت) بھی بے صورت ہے (اور ہمارے قرآنوں میں یہ بھی قیاس کے موافق واؤ ہی کی صورت میں ہے) اور یوسفؑ والے جَزٰٓؤُهٗ (تینوں کلمات) کی بابت امام نافعؒ فرماتے ہیں کہ یہ تینوں واؤ کی صورت میں ہیں۔

دانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح اور قیاس کے موافق ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کلمہ کے اخیر والے ہمزہ کی صورتیں

ع۱ یہ ہمزہ حرکت والے حرف کے بعد ہو تو ہر جگہ اپنے سے پہلے حرف کی حرکت کے موافق لکھا جاتا ہے جیسے : بَدَاَ : ذَرَاَ اُسْتُهْزِئَ : شَاطِئٌ : يُبْدِئُ : اللُّؤْلُؤُ : اِنِ امْرُؤٌا : وغیرہ۔

لیکن ع۱ نَبَؤُا الَّذِيْنَ اور اس کے مثل وہ کلمات جن کا ذکر تیسرے حصہ کی فصل ۳ میں آچکا ہے یہ سب کے سب اپنی حرکت کے مطابق واؤ سے لکھے ہوئے ہیں اور اس واؤ کے بعد الف بھی ہے اور نَبَائِ (انعام) میں ہمزہ قیاس کے موافق الف کی صورت میں ہے اور اس کے بعد ی زائد ہے۔ اور بقول بعض ہمزہ (خلاف قیاس) شکل یا ہے اور الف زائد ہے (ہکذا فی النشر الکبیر)

ع۲ اگر یہ اخیر والا ہمزہ ساکن کے بعد ہو تو بے صورت ہوتا ہے جیسے دِفْءٌ : الْخَبْءَ : جَآءَ : شَيْءٌ : سُوْٓءٌ : وغیرہ

مگر جُزْءٌ اور اس کے مثل وہ کلمات جو اصول کے تیسرے حصہ کی فصل ۳ میں بیان کیے گئے ہیں یہ سب کے سب بھی واؤ اور الف کے ساتھ ہیں اور لِيَسُوْٓءَا : اَنْ تَبُوْٓءَا : اور لَتَنُوْٓءُ : کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

فصل (۲) : ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ استفہام کے موقع پر اگر دو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یا تین الف ہوں تو باتفاقِ مصاحف ایک الف مرسوم ہوگا۔ (اور ہمزۂ استفہام عین تبری کی صورت میں لکھا جائے گا) کیونکہ اگر سب کو الف ہی کی شکل میں لکھیں تو ایک طرح کی کئی شکلیں جمع ہو جائیں گی۔ اور یہ ناپسندیدہ ہے اور مثالیں یہ ہیں۔ دو الف والے کلمات جیسے :۔ ءَاَنْذَرْتَهُمْ : ءَاَقْرَرْتُمْ : ءَاَنْتُمْ : ءَاِذَا اور اٰلْئٰن کے مشابہ وہ کلمات جن میں ہمزۂ استفہام ایسے کلمہ پر آ رہا ہو جس کے اوّل میں ہمزہ ہو اسی طرح جن کلمات میں فتحہ والا ہمزہ الف پر داخل ہو رہا ہو عام ہے کہ وہ الف ہمزہ سے بدلا ہوا ہو یا زائدہ ہو ان میں بھی ایک ہی الف لکھا جاتا ہے جیسے اٰمَنُوْا : اٰدَمَ : وغیرہ۔ تین الف والے کلمات میں سے سیدنا حفصؒ کی روایت کے مطابق تو ایک ہی کلمہ ءَاِلٰهَتُنَا (زخرف ع۱۲) میں آیا ہے اور حفصؒ و ورویسؒ و اصبہانیؒ کے غیر کے لیے اعراف ع۱۴ و شعرا ع۳ اور ان تینوں اور قبل کے غیر کے لیے طٰہٰ میں : ءَاٰمَنْتُمْ بھی ہے۔

فصل (۳) :

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ اور عراق کے اکثر قرآنوں میں لَاَمْلَئَنَّ جہاں بھی آیا ہے اور ۲ وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا (یونس ع۳) اور ۳ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ (زمر ع۵) اور ۴ هَلِ امْتَلَئْتِ (ق ع۳) ان چاروں میں الف کو حذف کیا گیا ہے اور بعض مصاحف میں الف دیکھا گیا ہے۔

اور موجودہ سب مصاحف میں لَاَمْلَئَنَّ سب جگہ بلا الف اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاطْمَاَنَنْتُمْ اور وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ دونوں بالف ہیں۔ اور هَلِ امْتَلَاْتِ بعض مصاحف میں بالف اور بعض میں بے الف بشکل یا ہے مگر بشکل یا ہونا محض بے اصل ہے۔

امام غازی بن قیسؒ نے اپنی کتاب میں اِطْمَاَنَنْتُمْ (نسآء ع ۱۵) میں ہمزہ کی شکل والے الف کا حذف بیان کیا ہے۔ لیکن تمام قرآن ان کی موافقت سے عاری ہیں اور ان میں میم کے بعد الف مرسوم ہے اور فَاْذَاْءُتُمْ میں باتفاقِ جمیع مصاحف دونوں الف محذوف ہیں:۔ (یعنی دال کا کھڑا زبر ہے اور آ کے بعد والا ہمزہ عینِ نبری کی شکل میں ہے)۔

فصل (۴) :۔ جس ہمزہ سے پہلے الف ہو اور ہمزہ سے کوئی ضمیر متصل ہو رہی ہو۔ سو اگر وہ ہمزہ مکسور ہو تو یا کی اور مضمومہ ہو تو واؤ کی صورت میں مرسوم ہو گا۔ مکسور جیسے :۔ مِنْ اٰبَآئِهِمْ : مِنْ نِّسَآئِهِمْ اَوْلِيَآئِهِمْ : بِاٰبَآئِنَا : ..... وغیرہ مضمومہ جیسے جَزَآؤُكُمْ : اٰبَآؤُكُمْ : فَجَزَآؤُهٗ ۔ وغیرہ اور اگر مفتوحہ ہو اور اس سے پہلے الف ہو یا ہمزہ مکسورہ کے بعد یا، اور مضمومہ کے بعد واؤ ہو تو ایسا ہمزہ بے صورت ہوتا ہے (یعنی صرف عین کے سرے کی طرح لکھا جاتا ہے اور واؤ یا الف میں سے کسی صورت پر نہیں ہوتا) تاکہ ایک طرح کی دو صورتیں جمع نہ ہو جائیں: جیسے اَبْنَآءَنَا : وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ : فَمَنْ جَآءَهٗ :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ وَّرَآءِیْ : جَآءُوْكُمْ : یُرَآءُوْنَ : وغیرہ : اور اُولٰٓئِكَ هُمْ : وغیرہ کا ذکر عنقریب پہلی فصل میں گذر چکا ہے۔

فصل (۵)

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ جس واؤ ساکن سے پہلے حرف پر پیش ہو۔ اس کے بعد والا ہمزہ طرف میں دو جگہ بالاتفاق الف کی صورت میں مرسوم ہے ع۱ اَنْ تَبَوَّاٰ (مائدہ ع۵) ع۲ لَتَنُوْٓاُ (قصص ع۶) ان کے علاوہ کوئی اور ایسی جگہ میرے علم میں نہیں ہے۔ جس میں واؤ مدّہ کے بعد ہمزہ بشکل الف ہو (بلکہ ان کے علاوہ باقی سبھی جگہ بے صورت اور عینِ تبری کی طرح مرسوم ہوتا ہے جیسے سُوْٓءَ وغیرہ : البتہ لِیَسُوْٓاَ (اسرا ع۱) بھی شامیؒ، شعبہؒ فتیٰؒ و نیز کسائیؒ کی قراءۃ کی رُو سے لَتَنُوْٓاُ کی طرح ہے۔)

اسی طرح جزم والے شین کے بعد اَلنَّشْاَةَ عنکبوت ع۲، نجم ع۳، واقعہ ع۲ میں ہمزہ کے بصورت الف ہونے پر بھی اتفاق ہے۔ اور میرے علم میں کوئی کلمہ ایسا نہیں ہے جس میں ہمزۂ متوسط بعد از ساکن واؤ یا الف میں سے کسی کی صورت میں ہو : سوائے اس کے کہ یہ بصورت الف اور مَوْئِلاً کے کہ وہ بصورتِ یا ہے۔ (اور باقی سب جگہ ہمزہ بے صورت ہے جیسے اَلْمَشْئَمَةِ وغیرہ۔ اور رائیہ کی رُو سے یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ (احزاب) میں بصورت الف ہے۔ اور ہمارے عام مصاحف میں شَطْاَهٗ (فتحنا ع۴) بھی الف کی صورت میں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فائدہ النَّشْأَةَ میں حمزہؒ کی اور یَسْأَلُوْنَ (احزاب) میں رویسؒ کی اور شَطْأَهٗ میں مکیؒ اور ابن ذکوانؒ کی قراءۃ اور روایت کی رعایت پیش نظر ہے فافہم :۔

فصل (٦)

وَهَيِّئْ لَنَا ، وَيُهَيِّئْ : (کہف ع۱۳ ، ع۱۴) وَهَكَرُ السَّيِّئُ : فاطر ع۵ اور سَيِّئَةٌ اور السَّيِّئَةِ ہر جگہ اور اٰخَرَ سَيِّئًا (توبہ ع۱۳) دو یا کے ساتھ جن میں سے ایک ہمزہ کی صورت ہے اور سَيِّاٰتُ اور سَيِّاٰتِكُمْ تمام قرآن شریف میں ایک یا سے ہے :

اور امام غازی بن قیسؒ نے هَيِّاْ وَيُهَيِّاْ : اور السَّيِّاْ کو اسی طرح الف کے ساتھ بتایا ہے۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہے۔

اور بعض نے بِاٰيَةٍ اور بِاٰيٰتٍ میں با اور تا کے درمیان دو یائیں نقل کی ہیں لیکن یہ روایت مشہور نہیں ہے۔

اَئِنَّكُمْ محمد بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ اَئِنَّكُمْ میں چار جگہ دوسرا ہمزہ یا کی صورت میں مرسوم ہے ع۱ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ (انعام ع۱۴) ع۲ و ع۳ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ (نمل ع۱۹ و عنکبوت ع۱۵) ع۴ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ (فصلت ع۱۶)۔

اَئِنَّا : ابن عیسیٰؒ ہی فرماتے ہیں کہ اَئِنَّا دو جگہ یعنی ع۱ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ (نمل ع۶) اور اَئِنَّا لَتَارِكُوْا (صٰفّٰت ع۲) میں یا کی صورت میں ہے۔

ب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَئِنَّ : محمد بن نصیر بن یوسف نحویؒ فرماتے ہیں کہ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا شعراء ع۳ میں بانفاقِ مصاحف یا کے ساتھ ہے۔

اَئِذَا : محمد بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ صرف واقعہ ع۱۵ والا اَئِذَا مِتْنَا یا کے ساتھ ہے اور باقی سب جگہ یا کے بغیر ہے۔

علامہ دانیؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی نص نہ ملی تو اسی قسم کے اور کلمات میں نے اہل مدینہ وعراق کے مصاحفِ قدیمہ میں تلاش کیئے تو اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ یٰسٓ ع۲ اور اَئِفْكًا صٰٓفّٰت ع۳ اور اَئِمَّةً کو سب جگہ یا کے ساتھ اور ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ (یوسف ع۱) اور نمل ع۵ والے ءَاِلٰهٌ اور ءَاِنَّكَ : ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ (صٰٓفّٰت ع۲) اور : ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ (نٰزِعٰت ع۱) ان سب کو یا کے بغیر پایا ہے۔

(تنبیہ : پندرہ سطوری مطبوعہ صدیقیہ پریس ملتان کے علاوہ سب مصاحف میں اَءِنَّكَ : صٰٓفّٰت ع۲ میں یا کے ساتھ ہے جو بے دلیل ہے)

نیز فرماتے ہیں کہ لِئَلَّا : لِئَنْ : يَوْمَئِذٍ ہر جگہ : اور حِيْنَئِذٍ چاروں بالاجماع یا کے ساتھ مرسوم ہیں۔

فصل (۷)

جو ہمزۂ وصلیہ پڑھنے میں نہیں آتا ہے اس کے اثبات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (جیسے وَافْعَلُوْا : فَاقْتُلُوْا : قَالُوا ائْتُوْا : وغیرہ) لیکن پانچ صورتوں میں کثرتِ استعمال کی بنا پر تمام مصاحف میں یہ الف رسم سے حذف کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اوّل[1] : ہر سورت کے شروع و نمل (ع[2]) اور ہود (ع[4]) کی بِسْمِ اللّٰہِ میں پس ان کے علاوہ باقی سب جگہ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ : اور بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ : مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗ وغیرہ میں الف ثابت ہے۔

دوّم[2] : یہ کہ کسی کلمہ کے شروع میں ہمزۂ وصلی مکسور ہو اور اس سے پہلے استفہام کا ہمزہ آجائے تو ان میں سے ایک الف رسم سے محذوف ہوتا ہے اور وہ ہمزۂ وصلی ہے جیسے اَسْتَكْبَرْتَ اور اَفْتَرٰی وغیرہ (کہ اصل میں ءَاِسْتَكْبَرْتَ وغیرہ ہیں) اور اگر ہمزۂ وصیلہ مفتوح ہو : جیسے آٰلذَّكَرَيْنِ : آللّٰهُ : وغیرہ تو بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ پہلا الف رسم سے محذوف ہوگا اور ہمزۂ وصلیہ بشکل الف مرسوم ہوگا اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ دوسرا الف حذف کیا جائے گا۔ اور ہمزۂ استفہام بشکل الف باقی رہے گا (کیونکہ دوسرا زائد ہے جس کا حذف نامناسب نہیں) علامہ دانیؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ : وَذٰلِكَ عِنْدِیْ اَوْجَهُ (اور میرے نزدیک یہی دوسری صورت (آٰلذَّكَرَيْنِ نہ کہ ءَآلذَّكَرَيْنِ) اولیٰ ہے۔

سوّم[3] : یہ کہ ہمزۂ وصل ایسے ہمزہ سے پہلے آئے جو اصل میں ساکن ہو اور ہمزۂ وصلی سے پہلے واؤ یا فا ہو جیسے وَاْتُوا الْبُيُوْتَ : فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ : وَاْتَمِرُوْا : وغیرہ پس ان میں سے بھی ایک الف محذوف ہوتا ہے۔ البتہ اگر واؤ : فا کے بجائے ثُمَّ یا کوئی اور ایسا کلمہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آئے جس پر وقف ہو سکتا ہو تو اس صورت میں ہمزۂ وصلیہ رسم میں ثابت رہتا ہے۔ جیسے ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا: فِرْعَوْنُ ائْتُونِي وغیرہ (لیکن دو جگہ ۱ رَدْمَانِ ائْتُونِي (کہف ع۱۴) میں شعبہؒ کی اور ۲ قَالَ ائْتُونِي (، ،) میں شعبہؒ و حمزہؒ کی قراءۃ کی رُو سے واؤ اور فا کے بغیر بھی ہمزۂ وصلی محذوف ہے جس کی وجہ شمول ہے (وَهُوَ ظَاهِرٌ)

چہارم: یہ کہ السُّؤَالُ کے امر حاضر پر واؤ یا فا داخل ہو: جیسے وَسْئَلْ: فَسْئَلُوا وغیرہ: پس اس صورت میں بھی ہمزہ وصلیہ جو سین سے پہلے آنا چاہیئے تھا رسم سے محذوف ہوتا ہے۔ اور اگر اس امر سے پہلے واؤ یا فا نہ ہو تو چونکہ اس صورت میں سب ہی حضرات نقل و حذف سے پڑھتے ہیں اس لیے سین پر حرکت آنے کے سبب ہمزۂ وصلی کی ضرورت ہی نہیں رہتی: پس وہ رسم میں بھی نہیں آتا ہے: جیسے۔ سَلْ بَنِيٓ إِسْرَاءِيلَ سَلْهُمْ پنجم: یہ کہ معرفہ کے لام سے پہلے ایک اور لام آجائے تاکید کے لیے آئے، خواہ جر کے لیے پس اس صورت میں لام تعریف سے قبل جو الف آیا کرتا ہے وہ نہیں لکھا جاتا۔ جیسے:۔ وَلِلدَّارُ لِلّٰهِ، لِلَّذِي وغیرہ۔

تنبیہ: لَتَّخَذْتَ (کہف ع۱۴) میں شمول کی بنا پر ہمزۂ وصلی رسم سے محذوف ہے۔

فائدہ:۔ ابن جب کسی عَلَم کی صفت واقع ہو تو غیر قرآن میں اس کا الف رسم سے محذوف اور خبر ہونے کی صورت میں ثابت رہتا ہے۔

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن رسم قرآن میں باجماعِ مصاحف عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ میں (باوجودیکہ ابن یہاں صفت واقع ہے) اُسی طرح الف ثابت ہے جس طرح عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ وغیرہ میں خبر ہونے کی صورت میں ثابت ہے۔

خلاصہ:۔ یہ کہ ابن صفت ہو خواہ خبر ہر حال میں قرآن میں اس کا الف ثابت ہے۔

پانچواں حصّہ

ان مفرد کلمات کے بیان میں جن میں تانیث کی تا لمبی تا کی صورت میں لکھی ہوئی ہے۔

محمد بن قاسم نحویؒ کہتے ہیں کہ مندرجۂ ذیل دسؔ کلماتِ مفردہ تا دراز کے ساتھ آئے ہیں۔

۱ نِعْمَتَ : گیارہؔ جگہ ع۱ نِعْمَتَ اللّٰہِ (بقرہ ع۲۹) (رائیہ میں بقرہ کا نِعْمَتَ اللّٰہِ، مطلق آیا ہے: جس سے شبہ ہوتا ہے کہ ع۲۶ و ع۲۹ والے دونوں ہی مراد ہوں گے اور اگر ان میں سے ایک لیا جائے تو کون سا؟ پس واضح ہو کہ اس سے صرف ع۲۹ والا مراد ہے۔ جیسا کہ مقنع ونشر وغیرہ میں مصرح ہے) ع۲ نِعْمَتَ اللّٰہِ (آل عمران ع۱۴) ع۳ نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ (مائدہ ع۲) ع۴ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ ع۵ نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ابراہیم ع۵) ع۶ وَبِنِعْمَتِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ ھُمْ (نحل ع۱۴) ع۷ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ (ع۱۶) ع۸ نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ كُنْتُمْ (ع۱۵) ع۹ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ (لقمٰن ع۴) ع۱۰ نِعْمَتَ اللّٰہِ (فاطر ع۱۱) ع۱۱ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ (طور ع۲)

(۲) **رَحْمَتٌ** : سات جگہ ع۱ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ (بقرہ ع۲۶) ع۲ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ (اعراف ع۱۴) ع۳ رَحْمَتُ اللّٰہِ (ہود ع۷) ع۴ ذِكْرُ رَحْمَتِ (مریم ع۱) ع۵ اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ (روم ع۵) ع۶ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ع۷ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ (دونوں زخرف ع۳ میں)

(۳) **اِمْرَاَتٌ** بھی سات جگہ ع۱ اِمْرَاَتُ عِمْرٰنَ (آل عمران ع۴) ع۲ و ع۳ اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ دو جگہ (یوسف ع۱۴ و ع۱۶) ع۴ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ (قصص ع۱) ع۵ اِمْرَاَتَ نُوْحٍ ع۶ وَاِمْرَاَتَ لُوْطٍ ع۷ اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (تحریم ع۲) (یعنی وہ تمام مواقع جہاں لفظ اِمْرَاَتٌ اپنے زوج کی طرف مضاف ہو کر آیا ہے۔)

(۴) **سُنَّتٌ** : پانچ جگہ ع۱ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ (انفال ع۵) ع۲ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ع۳ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً ع۴ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلاً (فاطر ع۵) ع۵ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ (مؤمن ع۹)

(۵) **فِی الْغُرْفٰتِ** : سبا ع۵ میں حمزہؒ کی قراءۃ کی اعتبار سے۔

(۶) **غَیٰبَتِ** : دو جگہ (یوسف ع۲ میں)

(۷) **مَرْضَاتَ** : ہر جگہ۔ (۸) **شَجَرَتَ** : ایک جگہ (دخان ع۴)

(۹) **ثَمَرٰتٍ** : فصلت ع۶ میں عمؒ، حفصؒ کے غیر کی قراءۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی رُو سے۔

(۱۰) **جِمٰلَتٌ** : ایک جگہ (مرسلٰت ع۱)

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ مندرجۂ ذیل چار کلمات بھی لمبی تا سے آئے ہیں

۱/۱۱ **کَلِمَتُ** : پانچ جگہ ع۱ و ع۲ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّكَ۔ (انعام ع۱۴ و اعراف ع۱۶) ع۳ و ع۴ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّكَ (یونس ع۹ و مومن ع۱) ع۵ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ کَلِمَتُ رَبِّكَ (یونس ع۱۰)

۲/۱۲ **بَيِّنَتٍ** : صرف ایک جگہ فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ (فاطر ع۵)

۳/۱۳ **وَجَنّٰتُ نَعِيْمٍ** (واقعہ ع۳ میں)

۴/۱۴ **اِبْنَتَ** : صرف ایک جگہ یعنی وَمَرْيَمَ اِبْنَتَ (تحریم ع۲ میں)

ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ مندرجۂ ذیل دس کلمات بھی تائے دراز سے آئے ہیں۔

۱/۱۵ **لَعْنَتَ** :- دو جگہ ع۱ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ (آل عمران ع۶) ع۲ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ (نور ع۱)

۲/۱۶ **بَقِيَّتُ** : ایک جگہ (ہود ع۱ میں)

۳/۱۷ **اٰيَتُ** : یوسف ع۱۲ میں مکیؒ کی قراءۃ کی رُو سے اور اٰيَتٌ عنکبوت ع۵ میں مکیؒ : صحبہؒ کی قراءۃ کے اعتبار سے

۴/۱۸ **قُرَّتُ** : صرف ایک جگہ (قصص ع۱ میں)

۵/۱۹ **فِطْرَتَ** : صرف ایک جگہ (روم ع۴ میں)

۶/۲۰ **اللّٰتَ** : نجم ع۱ اور وَلَاتَ (ص ع۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷/۲۱ **هَيْهَاتَ** : دونوں مؤمنون ع۲ میں ۸/۲۲ **ذَاتِ** اور ۹/۲۳ **يَا أَبَتِ** دونوں ہر جگہ۔
۱۰/۲۴ **وَمَعْصِيَتِ** : (دو جگہ مجادلہ ع۲ میں)

چھٹا حصّہ

ان کلمات کے بیان میں جو مصاحف میں کسی جگہ مقطوع (الگ الگ) اور کسی جگہ موصول (ملا کر) لکھے گئے ہیں

ایسے کلمات چھبیس ہیں

(۱) **اَنْ : لَا** : ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ اَلَّا سب جگہ بغیر نون کے ہے اور دس جگہ نون کے ساتھ ہے ۱/۱ اَنْ لَّآ اَقُوْلَ ۲/۲ اَنْ لَّآ يَقُوْلُوْا (اعراف ع۱۳ و ع۲۱) ۳/۳ اَنْ لَّا مَلْجَاَ (توبہ ع۱۴) ۴/۴ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۵/۵ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا (ہود ع۱ و ع۳) ۶/۶ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ (حج ع۱۴) ۷/۷ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ (یٰسٓ ع۳) ۸/۸ وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا (دخان ع۱) ۹/۹ اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ (ممتحنہ ع۱۲) ۱۰/۱۰ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا : (ن ع۱) اور ایک جگہ اَنْ لَّآ اِلٰهَ (انبیاء ع۶) بخلاف نون کے ساتھ (یعنی مقطوع) ہے (اور اس زمانہ کے قرآنوں میں مقطوع ہی ہے)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۲) اِنَّ اور مَا ابوعمروؒ فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا ایک جگہ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ (انعام ع۱۶) میں بالاجماع اور اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰہِ (نحل ع۱۳) میں بخلاف مقطوع ہے: باقی سب جگہ اِنَّمَا موصول ہے اور موجودہ مصاحف میں نحل والا بھی موصول ہی ہے)

(۳) اَنَّ اور مَا محمد بن عیسٰی فرماتے ہیں کہ اَنَّمَا دو جگہ یعنی وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ (حج ع۱۵ و لقمٰن ع۳) میں بالاجماع مقطوع ہے۔ ابوعمروؒ فرماتے ہیں کہ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ (انفال ع۵) میں بخلاف مقطوع ہے (اور موجودہ قرآنوں میں موصول ہے) اور باقی سب جگہ اَنَّ اور مَا بالاتفاق ملاکر لکھے ہوئے ہیں۔

(۴) اِنْ اور مَا ابوحفصؒ، الفزارؒ فرماتے ہیں کہ اِنْ مَّا صرف ایک جگہ وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ (رعد ع۶) میں مقطوع اور باقی سب جگہ موصول ہے (یعنی اِمَّا)

(۵) اَمْ اور مَا سب جگہ موصول ہی ہیں (یعنی اَمَّا)

(۶) اَیْنَ اور مَا دو جگہ ۱ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا (بقرہ ع۱۴) ۲ اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُ (نحل ع۱۶) میں بالاجماع موصول ہیں اور تین جگہ ۱ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا (نساء ع۱۱) ۲ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ (شعرا ع۵) ۳ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا (احزاب ع۳) بخلاف مقطوع ہیں (اور نساء والا موجودہ تمام مصاحف میں مقطوع اور شعرا و احزاب والے اکثر میں موصول ہیں)

(۷) عَنْ اور مَا ایک جگہ عَمَّا نُهُوْا اعراف ع۱۸ میں مقطوع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور باقی سب جگہ موصول ہیں۔

(۸) اِنْ اور لَا ہر جگہ موصول ہیں (یعنی اِلَّا)

(۹) اَنْ اور لَمْ: اَنْ لَّمْ ہر جگہ جُدا لکھا ہُوا ہے (یعنی اَنْ لَّمْ)

(۱۰) اِنْ اور لَمْ: ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ اِنْ لَّمْ ایک جگہ: یعنی فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا (ہود ع۲) کے علاوہ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

(۱۱) اَنْ اور لَنْ: ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ اَنْ لَّنْ دو جگہ ع۱ اَلَّنْ نَّجْعَلَ (کہف ع۸) اور اَلَّنْ نَّجْمَعَ (قیمہ ع۱) کے علاوہ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

محمد بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ: (المزمل) بھی مقطوع ہے۔

غازی بن قیسؒ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۱۲) اَمْ اور مَنْ محمد بن عیسیٰ و ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ تمام قرآن میں اَمَّنْ موصول ہو کر آیا ہے: لیکن چار جگہ ع۱ اَمْ مَّنْ یَّکُوْنُ، (نساء ع۱۶) ع۲ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ (توبہ ع۱۳) ع۳ اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا (صٰفّٰت ع۵) ع۴ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْ (فصلت ع۵) میں مقطوع ہے۔

(۱۳) عَنْ اور مَنْ دونوں ہی جگہ (نور ع۶ و نجم ع۲) میں مقطوع ہیں۔

(۱۴) اِلْ اور یٰسِیْنَ ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ صٰفّٰت میں عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ مقطوع آیا ہے، یعنی اِلْ اور یَا اور سِیْنَ تینوں الگ الگ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) بِئْسَ اور مَا محمد بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ بِئْسَمَا تین جگہ ع۱ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا ع۲ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ (بقرہ ع۱۳) بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي (اعراف ع۱۶) موصول ہے اور رائیہ میں ہے کہ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ میں خُلف ہے اور بعض نے بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي میں بھی خُلف بتایا ہے۔

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ ابن عیسیٰ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ جہاں بِئْسَ سے پہلے لام ہے جیسے لَبِئْسَ مَا كَانُوا وغیرہ۔ وہاں مقطوع ہے (اور موجودہ مصاحف میں فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ آل عمران والا بھی مقطوع ہے) غرض کہ جس جگہ بِئْسَ مَا سے پہلے لامؔ یا فاؔ ہو وہاں مقطوع ہی آتا ہے پس بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بالاجماع موصول اور بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ اور بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي بخلاف موصول اور باقی چھ بالاتفاق مقطوع ہیں

(۱۶) فِيْ اور مَا محمد بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ فِيمَا کو گیارہ جگہ مقطوع گنا گیا ہے ع۱ فِيمَا فَعَلْنَ دوسرا یعنی (بقرہ ع۳۱) ہیں: ع۲ و ع۳ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا (مائدہ ع۱۲ و انعام ع۱۹) ع۴ فِي مَا أُوحِيَ (انعام ع۵) ع۵ فِي مَا اشْتَهَتْ (انبیاء ع۶) ع۶ فِي مَا أَفَضْتُمْ (نور ع۲) ع۷ فِي مَا رَزَقَكُمْ (روم ع۴) ع۸ فِي مَا هُمْ فِيهِ ع۹ فِي مَا كَانُوا فِيهِ (زمر ع۲ و ع۵) ع۱۰ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ (واقعہ ع۲) ع۱۱ فِي مَا هَاهُنَا (شعراء ع۱۴) رائیہ میں ہے کہ شعراؔ والا بالاتفاق اور باقی دس بخلاف مقطوع اور ان گیارہ کے علاوہ باقی سب بالاجماع موصول ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) **كَأَنَّمَا** : ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ كَأَنَّمَا ہر جگہ موصول ہے۔

(۱۸) **كُلَّ** اور **مَا** محمد بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ كُلَّمَا دو جگہ مقطوع ہے یعنی ع۱ كُلَّمَا رُدُّوا (نساء ع۱۲) ع۲ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ (ابراہیم ع۴) پھر فرماتے ہیں کہ بعض نے نساء والے کو ملا کر بھی لکھا ہے (اور موجودہ تمام قرآنوں میں موصول ہی ہے۔)

اور رائیہ کی رُو سے كُلَّمَا دَخَلَتْ (اعراف ع۴) اور كُلَّمَا جَاءَ (مؤمنون ع۳) اور كُلَّمَا أُلْقِيَ (ملک ع۱) میں بھی خُلف ہے۔

(۱۹) **حَيْثُ** اور **مَا** ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ حَيْثُمَا دونوں جگہ (بقرہ ع۱۶ و ع۱۸) میں مقطوع ہے۔

(۲۰) **لِكَيْ** اور **لَا** : لِكَيْلَا چار جگہ ع۱ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا (آل عمران ع۱۶) ع۲ لِكَيْلَا يَعْلَمَ (حج ع۱) ع۳ لِكَيْلَا يَكُونَ (احزاب ع۴) ع۴ لِكَيْلَا تَأْسَوْا (حدید ع۳) موصول ہے اور ان کے علاوہ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔ جیسے لِكَيْ لَا يَعْلَمَ (نحل ع۱۵) وغیرہ

(۲۱) **مِنْ** اور **مَا** محمد عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ مِمَّا دو جگہ ع۱ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ (نساء ع۴) ع۲ مِنْ مَا مَلَكَتْ (روم ع۴) مقطوع ہے اور مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ (منافقون ع۲) میں خُلف ہے۔

اور رائیہ کے بعض نسخوں کی رُو سے مِمَّا مَلَكَتْ نور ع۴ بھی مقطوع ہے لیکن غالباً یہ نسخہ معتبر نہیں ہے اور اسی لیے ہمارے سب قرآنوں میں اس پر عمل بھی نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ اور مِنْ مَّآءٍ وغیرہ جیسی مثالوں میں مِنْ جس جگہ بھی اسم ظاہر پر داخل ہے۔ مقطوع ہی ہے اور مَنْ پر جس جگہ بھی داخل ہے جیسے مِمَّنِ افْتَرٰی وغیرہ ۔ تمام مصاحف میں موصول ہی ہے اسی طرح مِمَّ خُلِقَ کو سمجھیں۔

(۲۲) مَا اور لَام ما استفہامیہ کے بعد لام جارہ تمام مصاحف میں چار جگہ مقطوع ہے ۱ فَمَالِ هٰؤُلَآءِ (نساء ع) ۲ مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ (کہف ع) ۳ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (فرقان ع) ۴ فَمَالِ الَّذِيْنَ (معارج ع) محمد بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ مَا اور لَام : چار ہی جگہ مقطوع ہیں۔

(۲۳) يَوْمَ اور هُمْ ابو حفص الفزارؒ فرماتے ہیں کہ يَوْمَهُمْ صرف دو جگہ ۱ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ (مؤمن ع) ۲ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ (ذاریٰت ع) میں مقطوع ہے حاصل یہ کہ جس جگہ يَوْمَ کے بعد هُمْ محلاً مرفوع ہو وہاں باتفاق مصاحف مقطوع ہے اور ایسا انہی دو جگہ ہے۔

(۲۴) وَيْكَاَنَّ : دونوں جگہ موصول ہے۔

(۲۵) اِبْنَ اور اُمَّ ابو عمروؒ فرماتے ہیں کہ قَالَ ابْنَ اُمَّ (اعراف ع) میں مقطوع اور طٰہٰ (ع) میں يَبْنَؤُمَّ موصول ہے۔

(۲۶) لَاتَ اور حِيْنَ ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ تَا حِيْنَ سے متصل ہے اور میں نے مصحف عثمانی میں لَاتَحِيْنَ ملا ہوا دیکھا ہے اور اس پر خون کے نشانات بھی دیکھے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو عمرو دانیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی مصحف میں بھی اس طرح نہیں پایا اور بہت سے علمأ نے ابو عبیدؒ کے قول کو رد کیا ہے۔

ابن انباریؒ فرماتے ہیں کہ جدید اور قدیم جملہ مصاحف میں لَاتَ مقطوع ہی ہے۔

امام نصرؒ فرماتے ہیں کہ تمام مصاحف اس کے مقطوع ہونے پر متفق ہیں۔

سوال: سخاویؒ کی وسیلہ شرح عقیلہ میں ہے "کہ ابو عبیدؒ امام ہیں ان کی نقل میں کوئی اعتراض نہیں"۔ اس سے امام ابو عبیدؒ کی روایت و درایت دونوں کے بارے میں بڑی شان ثابت ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ اُن کی تمام روایات صحیح و مقبول ہیں؛ پس علمأ اور قرأ پر تعجب ہے کہ اُنہوں نے وَلَاتَحِيْنَ میں ابو عبیدؒ کی روایت کا اس بنا پر انکار کر دیا کہ وہ باقی مصاحف کے خلاف ہے۔

جواب: علمأ اور قرأ نے ابو عبیدؒ کی اس روایت کا قطعاً انکار نہیں کیا "کہ انہوں نے تا کو حِيْنَ سے متصل دیکھا ہے" بلکہ علمأ تو ابو عبیدؒ کے اُس مذہب کا انکار کرتے ہیں جو اس روایت کے ضمن میں مذکور ہے اور وہ اُن کی نقل کردہ رسم ہی پر متفرع و مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ تَاحِيْنَ کا جزو ہے۔ لا نافیہ کا نہیں۔ نیز یہ کہ لَا پر وقف اور تَحِيْنَ سے ابتدا و اعادہ درست ہے اور اس مذہب کا انکار اس بنا پر کیا ہے کہ امام کے سوا باقی تمام (حجازی۔ عراقی۔ شامی) قرآنوں میں تَاحِيْنَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کتابت میں جُدا ہے اور اس پر داخل نہیں : بلکہ حکماً لَا کا جزو ہے اور اسی لیئے اُن کے یہاں وقفِ اضطراری و اختباری لَا کے بجائے تا پر ہے۔ اور اب امام کی رسم کے اعتبار سے یہ وقف وَیکَاَنَّ کے وَیٰ یا وَیْكَ کے وقف کی طرح ہے کہ یا اور کاف کے اَنَّ سے موصول ہونے کے باوجود بھی اُن پر وقف جائز ہے۔ اسی طرح یہاں تا کے حِیْنَ سے متصل ہوتے ہوئے بھی اس پر وقف درست ہے۔ اور اسی طرح جمہور کے یہاں اختباری ابتداء و اعادہ بھی حِیْنَ سے ہے نہ کہ تَحِیْنَ سے اور اب امام کی رسم کی رُو سے اس ابتداء و اعادہ کی نظیر اَلَا یَسْجُدُوْا نمل ع ۲ ہے کہ اس میں کسائیؒ: یزیدؒ: رویسؒ کے لیے ابتداء و اعادہ اُسْجُدُوْا سے بھی جائز ہے۔ حالانکہ وہ رسماً ما قبل سے موصول ہے۔ پس اسی طرح لَاتَحِیْنَ میں بھی حِیْنَ کے تا سے متصل ہونے کے باوجود اُس سے ابتداء و اعادہ جائز ہے۔

واضح ہو کہ یہ کلمات جن موقعوں میں مقطوع ہیں ان میں اضطرار کے وقت درمیان میں وقف جائز ہے اور جہاں موصول ہو کر آئے وہاں دوسرے جزو کو ملا کر ہی وقف کر سکتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

قرآن کے رسم الخط کے دوسرے خطوط سے علیحدہ اور جُدا ہونے کی حکمتوں اور چند ہدایات میں۔

شیخ عبدالحقؒ، جزری کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قرآن کا رسم الخط جو عام قواعد سے الگ ہے۔ ہم نے اپنے استاذوں سے اس کی وجہ دریافت کی تو کسی نے ایسا جواب نہیں دیا جو بیمار کو شفا دے سکے۔ اب اس میں چار احتمال ہیں (جن میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا جواب بھی موصوف نے خود ہی درج فرمایا ہے اور جواب کی علامت جیم ہے)

ع۱ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اس خط کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص نص آئی ہے؟

(ج) یہ بات (یعنی نص) ثابت نہیں ہوئی:

ع۲ یہ کتابت صحابہؓ سے اتفاقاً اور بلا ارادہ اسی طرح صادر ہو گئی ہے۔

(ج) یہ اور بعید ہے۔

ع۳ اگر کوئی کہے کہ وہ لکھنے والے عرب کے رسم الخط کے قواعد سے واقف نہیں تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ بالکل بعید ہے۔

ع۴ ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ ان کو علم تو تھا لیکن اس پر بھی انہوں نے قصداً اور جان بوجھ کر لکھا ہے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ ان کے اس طرح لکھنے کی کوئی وجہ بتائی جائے۔

(ج) قرأ نے اس کی وجوہ تو بتائی ہیں: لیکن اُن سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ ایک ہی کلمہ کو ایک جگہ اور طرح لکھا ہے اور اُسی کلمہ کو دوسری جگہ اس کے خلاف دوسرے طریق سے لکھا ہے؛ حالانکہ کلمہ ایک ہی ہے اور اس میں اس کا عکس بھی ہو سکتا ہے (پھر ایسا کس لیے نہیں کیا)، ہاں یمن کے شیوخ کے کلام میں اس کی تین۳ وجوہ میری نظر سے گذری ہیں اور وہ یہ ہیں م۱ قرآن مجید اپنی عبارت میں معجز ہے (جس نے اپنی مثال لانے سے دنیا کو عاجز کر دیا ہے) اور یہ اس بات میں اور کلاموں سے نرالا تھا اس لیے اس کا خط بھی نرالا ہی رکھا؛ تاکہ اس صفت میں خط اور الفاظ دونوں یکساں ہو جائیں م۲ قرآن مجید سماعی ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر حاصل کیا گیا ہے، نہ کہ عقل کے ذریعہ جیسا کہ اس کی صحیح تفسیر بھی نقل کے بغیر عقل سے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اس کا خط بھی ایسا رکھا کہ جب تک کوئی اس کے خط کو سیکھ نہ لے یا اُستاذ سے سن نہ لے اس وقت تک اس کے صحیح پڑھنے پر قابو نہ پا سکے م۳ چونکہ قرآن مجید کے سیکھنے اور سکھانے میں بہت اجر ملتا ہے اسلیے صحابہؓ نے خیر خواہی کی غرض سے اس کا خط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح رکھا، تاکہ قرآن مجید کی محبّت کے سبب اس کے خط کو سیکھے اور ثواب پائے

چھ جُزوی حکمتیں

(۱) شمول : (دوسری قرأت کی طرف اشارہ کرنا) جیسے قُلْ رَّبِّیْ میں الف کا حذف اس لئے ہے کہ یہ قُلْ تَرَبِّیْ والی قرأت کو بھی شامل ہو جائے،

(۲) فرق : دو کلموں میں فرق کرنا : جیسے اُولِیْ میں واؤ اس لئے زائد ہے کہ اس میں اور اِلٰی میں فرق ہو جائے کیوں کہ دورِ اوّل میں حرکات نہیں لگی تھیں : اسی طرح جَآءُوْ : نَبَاِیْ : تَایْئَسُوْا : یَایْئَسُ اور مِائَۃٌ میں الف اس لئے زائد ہے کہ ان میں اور حَتّٰی اور نَبِیٌّ اور یَیْئَسُوْا یَئِسَ اور مِنْہُ میں فرق ہو جائے۔

(۳)۔ معنی کی رعایت : مثلاً لَاَاْذْبَحَنَّہٗ (نمل ع۲) میں الف اس لئے زائد ہے کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ سلیمانؑ سے ذبح ہُدہُد کا فعل صادر نہیں ہوا۔ اور سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ (علق) میں واؤ کا حذف اس طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کے بلانے میں ذرا بھی دیر اور تاخیر نہیں فرمائیں گے۔ بلکہ انہیں فوراً اور بلا تاخیر حاضر کر لیں گے : اور ممکن ہے کہ اس حذفِ واؤ کی وجہ یہ ہو کہ فَلْیَدْعُ کے ساتھ ظاہری مشاکلت و موافقت میسّر آجائے۔

(۴) استعمال کی کثرت : مثلاً بِسْمِ اللّٰہِ میں اِسْمٌ کے ہمزہ کا حذف۔

(۵) معنی میں فرق بتانا : مثلاً بِاَیْیِدٍ (ذٰریٰت ع۳) میں الف کی زیادتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ بتانے کے لئے ہے کہ یہ اَیْدٍ قُوّت کے معنیٰ میں ہے۔ نہ کہ ہاتھوں کے معنیٰ میں۔

(۶) ہر مُلک اور ہر زبان کی ایک خاص رسم ہوتی ہے: جس میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مثلاً اردو میں "خواہش" اور "خود" میں واؤ لکھتے ہیں حالانکہ وہ تلفظ میں نہیں آتا: پس اسی طرح قرآن کی بھی ایک خاص اور مستقل رسم ہے جس پر اعتراض نہیں ہو سکتا:۔

ہدایت ۱

سیّدنا امام مالکؒ سے ایک بار پوچھا گیا کہ یہ واؤ: یا الف جن کے حذف و اثبات کا رسم میں ذکر آتا ہے: اگر ان میں تغیر ہو جائے اور صحیح رسم کے مطابق نہ ہو تو اس بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں: علامہ دانیؒ فرماتے ہیں کہ سیّدنا امام مالکؒ کا مطلب یہ ہے کہ جن حروف کے متغیر (اور حذف) ہو جانے سے معنیٰ میں فرق نہ آئے ان کے تغیّر و تبدل سے کوئی حرج نہیں ہوتا جیسے اُولٰٓئِكَ : اُولِیْ : اُولَاتُ : سَاُورِیْكُمْ وغیرہ کا واؤ اور لَنْ نَّدْعُوَا : لَا اَنْتُمْ وغیرہ کا الف اور نَبَاِیْ الْمُرْسَلِیْنَ وغیرہ کی یا:

ہدایت ۲

امام عاصمؒ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ مقطوع و موصول کلمات میں اگر تغیّر ہو جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ امام دانیؒ فرماتے ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ جن میں اختلاف ہے ان میں تغیر جائز ہے۔ باقی جن میں اتفاق ہے ان میں تغیّر جائز نہیں ہے!

قرآن و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہدایت ۳۷

دانیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قرآنوں کے رسم کے مختلف ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جمع کیا اور اس کو ایک ہی شکل پر لکھا اور ان کی رسم قریش کے لغت کے موافق رکھی اور اس کے سوا ان دوسرے لغات پر نہیں رکھی جو غیر صحیح اور غیر ثابت ہیں تو آپ نے امّت پر شفقت کی نظر فرمائی اور احتیاط سے کام لیا۔ اور یہ بات ان کے خیال میں بھی ثابت شدہ تھی کہ یہ زائد حروف بھی اسی طرح حق تعالیٰ ہی کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنے گئے ہیں اور یہ بات بھی آپ کے علم میں تھی کہ ان سب حروف کے ایک قرآن میں جمع کرنے کی صرف یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ان کلمات کو دو دو بار لکھا جائے اور ان کو اس طرح لکھنے سے رسم میں خلط اور تغیّر ہو جائے گا۔ پس اس سے بچنے کی غرض سے ان کلمات کو قرآنوں میں متفرق کر دیا: اس لئے بعض میں ان کا اثبات ہو گیا اور بعض میں حذف تاکہ امّت ان کو اسی طرح محفوظ کر سکے جس طرح حق تعالیٰ کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے گئے ہیں۔

پس متعدد شہروں والوں کے قرآنوں میں ان کلمات کی رسم کے اختلاف کا سبب یہ ہے:۔

خلاصہ یہ کہ بعض میں حذف اور بعض میں اثبات اور بعض میں

کتاب و سنت کا وصل کرو اور بعض میں تفصیل اس لئے رکھا کہ تمام قرآن کے بھی ظاہر سرور ہو جائیں

www.KitaboSunnat.com

اور رسم کی مخالفت بھی لازم نہ آئے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

تَمَّتْ وَبِالْفَیْضِ عَمَّتْ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

احقر

رحیم بخش پانی پتی عفا اللہ عنہ

مقیم مدرسہ عربی خیر المدارس ملتان

۱۷ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

*

طبع ... دوم

...ب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تجوید و قراآت کی چند نادر و نایاب کتب

کاشف العسر شرح ناظرۃ الزہر	۱۵/۰	مقدمہ جزریہ کی شرح گلیز	/۰
القرۃ المرضیہ	۵/۰	〃 〃 رف	/۰
روایت قالونؒ	۲/۵۰	ترجمہ مقدمہ جزریہ	۲۲
روایت ورشؒ	۵/۰	اسہل الوارد	/۰
قراءۃ ابن کثیرؒ	۲/۵۰	تکمیل الاجر	/۰
〃 ابوعمروؒ	۳/۰	متشابہات القرآن	/۰
〃 ابن عامرؒ	۳/۰	آداب تلاوت	۵۰
روایت ابوبکرؒ	۱/۰	تاریخ علم قرأت	
قراءۃ حمزہؒ	۵/۰	〃 〃 تجوید	/۰
〃 کسائیؒ	۳/۰	ہدیہ طاہریہ	
قراآت ثلثہ	۳/۵۰	احکام السن	۵۰
تکثیر النفع	۴/۰	ہدایہ الرحیم	۵۰
وضوح الفجر	۳/۸۰	مجمع البحرین	۵۰
تسہیل القواعد	۱/۰	المرارۃ النیرہ فی حل الطیبہ	/۰

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات درجہ قراآت مسجد سراجاں

جمعیۃ گاہ